رجسٹرڈ نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعہ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۸-۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۵-۱۶

دارالامان کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح زاد اللہ مجدہ کی طبیعت اب تک (۲۲ اپریل) ناساز ہے۔ پہلے درد شقیقہ تھا جس سے آرام ہوا۔ چنانچہ ۱۲ اپریل نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ جمعہ مولانا سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ اسکے بعد حضور کو بخش وغیرہ کی شکایت ہو گئی۔ جو اب تک چلی جاتی ہے۔ اس دوران میں ایکبار لرزہ سے بخار بھی ہو گیا۔ کل ۱۲ اپریل کو تکلیف زیادہ تھی اور ضعف ہے۔ البتہ رات کو کچھ افاقہ رہا۔ احباب فرداً فرداً تو دعا کرتے ہی ہیں۔ ملکر بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو شفاء عاجلہ وصحت کاملہ عطا فرمائے ۔ ۲۲ اپریل تمام

(۲) جناب میر قاسم علی صاحب حسب الحکم ماچھیوارلہ تشریف گئے ہیں۔ وہاں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سلسلہ کے خلاف دخنہ کرنیوالے تھے ۔

(۳) حافظ روشن علی صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے دورہ پر جا چکے ہیں ۔

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر
نمبر (۴)
قابل توجہ افسران بالا

گذشتہ اشاعت میں ہم نے بابو بہی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کے اس طرز سلوک کا ایک نمونہ لکھا تھا۔ جو اس نے منیجر صاحب الفضل کے ساتھ خط وکتابت میں برتا تھا۔ اور اس میں بتایا تھا کہ الفضل اخبار جو روز ایت دار بارہ بجے ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تھا۔ اس کی بابت بابو صاحب نے دیدہ دانستہ غلط لکھا کہ ایک بجے کے قریب ڈاکخانہ میں ڈالا گیا۔ اگر ایک بجے وہ ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تھا۔ تو کیوں اس کو آپ نے اسی روز باوجودیکہ اتوار کا دن آپ کی تعطیل کا دن تھا۔ روانہ کیا۔ جبکہ افسران بالا کا آپ کو یہ حکم تھا کہ جو اخبار بارہ بجے کے بعد ڈاک خانہ میں ڈالا جائے۔ وہ ہرگز اس روز روانہ نہ کیا جاوے۔ جیسا کہ آپ نے اخبار فاروق مورخہ ۱۴-۲/۱۸ کو جو بارہ بجے کے بعد بھیجا گیا تھا۔ اس دن روانہ نہ کیا۔ اور ۱۵ فروری کو دوسرے دن روانہ کیا۔ اور مجھے لکھا کہ :-

"ہمارے پاس افسران بالا کا حکم ہے کہ جو پرچہ بارہ بجے کے بعد ڈالا جائے۔ وہ اس دن نہ بھیجا جاوے۔ لہٰذا اگر آپ کا پرچہ بارہ بجے کے بعد آوے گا تو ہرگز روانہ نہ کیا جاویگا" ۱۹-۲/۱۸

اب جائے غور ہے کہ اگر الفضل ایک بجے پہونچا ہوتا تو بابو صاحب اس کو خلاف قانون ڈاک و حکم افسران بالا

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب خادم پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہرگز اس ہی روز روانہ کرتے۔ بلکہ کیکر ڈاکخانہ میں رکھ چھوڑتے۔ اور تعطیل کے دن تکلیف میں پڑنے کی زحمت نہ اٹھاتے۔ اور نہ مینجر صاحب الفضل کو یہ لکھتے کہ ایت وار کو

"آپنے جان بوجھ کر رخصت کے دن تکلیف دی" بلکہ صاف طور پر مینجر صاحب الفضل کو لکھ دیتے کہ ہمارے پاس افسران بالا کا حکم ہے۔ کہ جو پرچہ بارہ بجے کے بعد ڈالا جائے۔ وہ اسدن نہ بھیجا جاوے اسلئے الفضل جو ایک بجے کے قریب ڈالا گیا ہے آج نہیں بھیجا جاوے گا۔ تو پھر کسی کو افسران بالا کے حکم کی موجودگی میں آپ پر نہ اعتراض ہوتا نہ شکایت کیونکہ آپ افسران بالا کے حکم کے خلاف اس پرچہ کو جو ایک بجے ڈاک خانہ ڈالا گیا تھا۔ اسی دن روانہ کرنے کے ذمہ دار نہ تھے لیکن آپنے اس کو اسی روز روانہ کر کے دو باتیں قابل مواخذہ اپنے ذمہ لے لیں۔ اول یہ کہ اگر ایک بجے بدر الفضل ڈاک خانہ ملا گیا تھا۔ اور ڈالا بھی تعطیل کے دن تھا۔ تو آپنے کیوں افسران بالا کے حکم کی خلاف ورزی کر کے تعطیل کے دن ہی اس کو روانہ کر دیا +

دوم۔ اگر وہ ٹھیک ایسے وقت پر جبکہ بارہ بجے ڈالا گیا تھا۔ جو واقعی صحیح ہے۔ تو آپ نے مینجر صاحب الفضل کو کیوں یہ غلط لکھدیا کہ پرچہ الفضل "بجائے ہفتہ کے اتوار بوقت ایک بجے ڈالا گیا"

اور اگر ایک بجے ڈالا ہوا پرچہ اسی دن روانہ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے۔ تو آپنے مینجر فاروق (اس خاکسار) کے اخبار فاروق مورخہ ۱۴/۴ کو جو بارہ بجے کے بعد بھیجا گیا تھا۔ کیوں اسی روز روانہ نہ کیا۔ اور دوسرے دن بھیجا۔ اور مجھے لکھا کہ

"اگر آپ کا پرچہ بارہ بجے کے بعد آویگا۔ تو ہرگز روانہ نہیں کیا جاویگا" ۱۹/۴

بابو بنی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان اور اسکے ماتحت عملہ نے ٹھیک لیا ہے۔ کہ وہ احمدیہ پبلک کو ہر طرح تنگ کرینگے۔ اور انکے ساتھ نہایت غیر مہذبانہ سختی کا سلوک روا رکھیں گے۔ چنانچہ بابو فخر الدین صاحب مینجر احمدیہ بک ایجنسی قادیان مجھے بحیثیت سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان ہونے کے اپنی چٹھی مورخہ ۹/۴ میں ڈاکخانہ مذکور کی شکایت لکھتے ہیں کہ۔

"میری عام طور پر اس قسم کے معمولی امور کے متعلق شکایت کرنے کی عادت نہیں مگر نہایت ہی مجبور ہو کر مندرجہ ذیل ناگوار واقعہ کو حوالہ سطور کر کے پیش کرنا پڑا ہے کہ آج میرے مکرم و معزز مہمان جناب حافظ سید محمد عبدالوحید صاحب تاجر کوہ منصوری جو ایک معزز شخصیت و حیثیت رکھتے ہیں۔ دو رجسٹری پیکٹ کوہ منصوری بھیجنے کے لئے

معذرت

مشین پریس قادیان جسمیں فاروق اور الفضل چھپتے ہیں بوجہ مرمت ہونے کے دو ہفتہ بند رہا۔ اسلئے ۱۸-اپریل کا فاروق اور ایسا ہی الفضل دونوں نہ شایع ہو سکے۔ اب یہ ہر دو ہفتہ کا ڈبل نمبر لیجئے ۱۶ صفحہ کا شایع کیا جاتا ہے۔ اس پرچہ کے سب مضمون ناظرین کی دلچسپی اور علمی معلومات کا ذریعہ ہیں۔ اور نہایت مفید اور لاجواب مضامین لکھے گئے ہیں۔ ناظرین اس عذر کو قبول فرما کر جو مشین کے بند ہونیکی وجہ سے پرچہ نہیں نکل سکا معاف فرماویں

(ایڈیٹر)

میرے دفتر میں طیار دو دن کر اکر ڈاکخانہ قادیان میں بک کرانے گئے۔ ڈاک خانہ کے پوسٹل کلرک نے افسوس ہے کہ انکے ساتھ بیجا برتاؤ کیا یعنی ایک تو لڑکی زیادتی کے باعث بجائے ۱۲ر کے ۱۴ر کے ٹکٹ لگوائے۔ پینے ڈاک خانہ جا کر کلرک صاحب سے زیادتی محصول کی وجہ دریافت کی تو یہ جواب ملا کہ پارسل کیا گیا ہے نہ کہ بک پیکٹ۔ حالانکہ وہ بک پیکٹ تھے۔ مگر کلرک صاحب بجائے غلطی کا اعتراف کرنیکے کہنے لگے کہ تم ہم پر رعب ڈالنے آئے ہو۔ اور غیر معمولی جوش میں آکر خواہ مخواہ چیں بجبیں ہو گئے۔ اور اسی قسم کا سلوک میرے اس معزز مہمان سے بھی کیا۔ جو نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ آخر مجبوراً ..... اسی وقت کلرک صاحب کو اپنی غلطی کی اصلاح بھی کرنی پڑی یعنی پارسل کی رسیدوں کو کنسل کر کے بک پیکٹ کی رسیدیں بنانی پڑیں۔ اور پیکٹوں پر جو ٹکٹ چسپاں تھے وہ ردی کرا دئے تھے۔ وہ ردی شدہ ٹکٹ دوسرے پیکٹوں پر لگائے" فخر الدین۔

مندرجہ بالا شکایت گو بظاہر ایک چھوٹی سی شکایت سمجھی جائے لیکن عملہ ڈاک خانہ کا وہ سلوک جو احمدیہ پبلک کے ساتھ ہے۔ وہ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ نہایت ناروا سلوک ہی۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ڈاک خانہ کا تعلق عام پبلک کے ساتھ ہے۔ اگر پبلک اور ڈاک خانہ کے درمیان نا اتفاقی ہو جائے۔ اور پبلک کو اس سے بجائے راحت کے تکلیف پہونچنے لگے۔ تو ضرور پبلک کے جذبات کو مقدم رکھا جائیگا۔ مگر ڈاک خانہ قادیان میں تو بابو بنی بخش پوسٹماسٹر نے آکر ایسا اندھیر مچا دیا ہے کہ دن بدن احمدیہ پبلک سے کش مکش بڑھتی ہی جاتی ہے اور جہاں ذرا بھی کسی معزز احمدی نے تحریراً یا زبانی کوئی عرضداشت سب پوسٹماسٹر صاحب مذکور کے حضور میں پیش کی۔ تو بجائے جواب مناسب و معقول کے فوراً ایسی کج خلقی و ترش روئی سے یہ کہکر ڈرا دیا جاتا ہے۔ کہ "تم ہم پر رعب ڈالنے آئے ہو" خدا جانے عملہ ڈاک خانہ احمدیہ پبلک کو اپنی رعایا سمجھتا ہے یا کیا۔ جو اس قسم کا نازیبا سلوک کرتا ہے۔ پوسٹل کلرک نے جو مینجر صاحب احمدیہ بک ایجنسی اور جناب حافظ سید عبدالوحید صاحب تاجر کوہ منصوری کو اپنے مغضب کے خلاف سختی سے جوابدیا۔ کیا یہ احمدیہ پبلک کے تعلقات کو ڈاک خانہ کے ساتھ بہترین بنانے کا موجب ہو سکتا ہے یا بدترین؟ یہی وجہ ہے کہ احمدیان قادیان اب ڈاکخانہ میں ضرورتاً جانا ہی پسند نہیں کرتے۔ اور اگر جانا ہی پڑے تو مشکل میں پڑ جاتے ہیں کہ کس طرح عملہ ڈاک خانہ سے بات کرینگے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہتک کریں۔ کیونکہ سب پوسٹماسٹر قادیان کے اس عام برتاؤ سے جو اس کا احمدیہ پبلک کے ساتھ دن بدن بگڑتا جاتا ہے۔ تمام احمدیہ پبلک میں ایک شور پڑ گیا ہے۔ اور بہت تکلیف احمدیوں کو ڈاک خانہ سے پہونچ رہی ہے۔ اور سب پوسٹماسٹر قادیان کے

(بقیہ صفحہ ۱۶ کالم ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ ۔ ۱۸/۲۵ اپریل ۱۹۱۹ء

اِنْ اَوْلِیَاءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

آیت مندرجہ عنوان سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ کے متولیوں کو متقی کہا گیا ہے پس سچا مذہب اور حقیقی اسلام وہی ہے جو ان کا مذہب اور طریق عمل ہے۔ چونکہ وہ احمدی سلسلہ میں داخل نہیں اسلئے ثابت ہوا کہ احمدی سلسلہ جھوٹا ہے۔ حالانکہ تمام آیت پڑھی جائے۔ تو اس استدلال کی لغویت ظاہر ہے۔ آیت یوں ہے :-

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۝

یعنے اللہ تعالےٰ مکہ کے کفار کو ضرور عذاب دیگا کیونکہ وہ لوگوں کو خانہ کعبہ سے روکتے ہیں۔ حالانکہ وہ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اور اصل اولیاء اسکے تو متقی ہیں اب دیکھو کہ یہاں پر اولیاء سے مراد متولی اور وہ لوگ ہیں جنکے قبضے میں خانہ کعبہ ہے۔ کیونکہ یصدون عن المسجد الحرام سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس آیت کے نزول کے وقت کافر لوگ خانہ کعبہ پر قابض تھے۔ جبھی تو وہ اپنی طاقت سے مسلمانوں کو خانہ کعبہ سے روکتے تھے۔ پس باوجود اسکے کہ کفار مکہ خانہ کعبہ پر قابض ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔ وما کانوا اولیاءہ یعنے یہ لوگ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اگر اولیاء کے معنے متولی یا قابض کے ہوتے۔ تو یہ بات قرآن کی غلط ہوتی۔ کیونکہ وہ اولیاء نہیں جبکہ اس آیت میں قرآن مجید خود اقرار کرتا ہے۔ کہ کفار مکہ خانہ کعبہ کے ایسے قابض ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس میں آنے ہی نہیں دیتے۔ پس باوجود اسکے کہ وہ متولی اقرار کرتا ہے کہ اس وقت کفار مکہ کے قبضے میں خانہ کعبہ ہے۔ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اولیاء سے مراد ظاہری متولی نہیں ورنہ آیت کے نزول کے وقت تو کفار واقعی متولی تھے پس ما کانوا اولیاءہ سے انکی نفی بتائی ہے۔ کہ یہاں اولیاء کے معنے ہیں "تعلق رکھنے والے اور سچے" چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا۔ یہاں ولی سے مراد تعلق رکھنے والا (اولیاء ولی ہی کی جمع ہے) اگر متولی یا قابض اسکے معنے لئے جائیں۔ تو اللہ تعالےٰ کافروں اور مومنوں دونوں پر قابض ہے۔ صرف مومنوں پر قابض کہنا ٹھیک نہ ہوگا ✦

اس سے ثابت ہوا کہ ولی اور اولیاء کے معنے دوست ساتھی اور تعلق رکھنے والے کے ہیں۔ اب آیت زیر بحث کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ جو یہ ہیں کہ کفار مکہ بیشک خانہ کعبہ کے ظاہری متولی ہیں۔ اور وہ طاقت رکھتے ہیں کہ لوگوں کو اسکے اندر داخل ہونے سے روکیں۔ لیکن (ما کانوا اولیاءہ) حقیقی تعلق ان کا خانہ کعبہ سے کوئی نہیں (کیونکہ خانہ کعبہ خدا کا گھر ہے اور وہ خدا کے باغی ہیں) بلکہ (ان اولیاءہ الا المتقون) حقیقی تعلق اس گھر سے متقیوں کا ہے ✦

اس آیت کی تشریح سورہ توبہ میں بھی ملتی ہے جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ۔ یعنے مشرکوں کے لئے اللہ کی مساجد آباد کرنا نہیں۔ اب اس سے کوئی شخص یہ استدلال نہیں کر سکتا کہ جو مسجد آباد کرے وہ مشرک نہیں کیونکہ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بدعتی اور ہزاروں شرکوں میں گرفتار لوگ مسجدیں بنواتے اور ان کی زینت کرتے ہیں۔ اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہماری مسجد سب سے زیادہ بارونق ہو۔ علاوہ ازیں خود قرآن مجید نے تسلیم کیا ہے کہ مشرک لوگ مسجد آباد کرتے ہیں۔ جیسا فرمایا۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ۔ یعنے اے مومنو کیا تم دو شخصوں کو برابر سمجھتے ہو۔ ایک وہ جو خانہ کعبہ کو آباد کرے اور حاجیوں کو پانی پلائے۔ اور دوسرا وہ جو سچے دین میں داخل ہو اور اسلام لائے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابل میں جو لوگ تھے۔ وہ خانہ کعبہ کی مسجد کو آباد کرتے تھے۔ حالانکہ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ میں صاف فرمایا یعنے مشرک کا یہ کام ہی نہیں۔ پس اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ گو مشرک لوگ بھی مسجدیں آباد کرتے ہیں۔ مگر ما کان لھم ان کا حقیقی تعلق اس سے کوئی نہیں۔ کیونکہ وہ ہیں مشرک اور مسجد وہ صرف اللہ کی عبادت کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وانّ المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا۔ یعنے مسجد میں صرف ذکر الٰہی چاہئے پس مسجد کا اور مشرک کا حقیقی جوڑ نہیں۔ کیونکہ مسجد توحید کا مقام ہے۔ اور خالص اللہ کی عبادت کی جگہ ہے اور مشرک اسے کہتے ہیں۔ جو اللہ کے سوا اور بھی کسی کا عابد ہو۔ پس ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ کے یہ معنے نہیں کہ ظاہری مشرک لوگ مسجد آباد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ تو قاعدہ ہے۔ کہ ہزاروں مشرک مسجدیں بنواتے ہیں۔ اور کفار عرب جو مشرک تھے۔ اور مشرک بھی ایسے کہ تین سو ساٹھ بت گھر کے پجاری وہ بھی خانہ کعبہ کے آباد کرنے میں کوشاں تھے۔ پس اصل مطلب یہ ہے۔ کہ بظاہر وہ آباد تو کرتے ہیں مگر مشرک رہ کر۔ ان میں اور مسجدوں کی آبادی میں کوئی مناسبت نہیں۔ اسی طرح ما کانوا اولیاءہ کے یہ معنے نہیں کہ کافر لوگ خانہ کعبہ کے متولی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے۔ مکی زندگی میں اور فتح تک اور اس آیت کے نزول کے بعد بھی کفار مکہ کے خانہ کعبہ کے متولی رہے۔ جبھی تو قرآن مجید فرماتا ہے کہ یصدون عن المسجد الحرام یعنے یہ متولی ایسے برے ہیں کہ لوگوں کو خانہ کعبہ سے روکتے ہیں۔ یہ جو فرمایا وما کانوا اولیاءہ اسکے یہ معنے ہیں کہ کافر ہیں اور خانہ کعبہ کے متولی ہیں کوئی مناسبت نہیں۔ بیت اللہ تو خدا کا گھر ہے اس کا متولی کافر ہونا ٹھیک جوڑ نہیں۔ کیونکہ کافر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کا نافرمان ہے۔ اور خدا کے نافرمان کو خدا کے گھر کی آبادی سے کیا کام؟ باغی کو آقا کی سلطنت سے کیا تعلق؟ اس سے بچا تعلق رکھنے والے تو منقی ہی ہو سکتے ہیں۔ پس جو صاحب اس آیت سے ہمارے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ساری آیت پڑھیں اور دیکھیں کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اللہ ان مشرکوں کو عذاب دیگا۔ کیونکہ خانہ کعبہ پر قابض ہیں۔ اور ایسے قابض ہیں کہ لوگوں کو اس سے روکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ آیت کے نزول کے وقت خانہ کعبہ کفار کے قبضہ میں تھا۔ پھر فرمایا ہے ما کانوا اولیاءہ۔ یعنے یہ لوگ اسکے اولیا نہیں اب اگر اولیاء کے معنے ظاہری متولی کے لئے جائیں تو نعوذ باللہ خدا پر اختلاف بیانی کا الزام آتا ہے کیونکہ خود ہی تو فرماتا ہے۔ یصدون عن المسجد الحرام۔ کہ یہ لوگ خانہ کعبہ پر ایسے مسلط ہیں۔ کہ کسی مسلمان کو اس میں گھسنے نہیں دیتے۔ اور پھر خود ہی فرماتا ہے کہ ما کانوا اولیاءہ۔ یعنے یہ اسکے متولی نہیں۔ ان اولیاءہ الا المتقون۔ بلکہ اسکے متولی مسلمان ہیں۔ بھلا جب مسلمان اسکے متولی ہو گئے۔ تو کیا پھر بھی کافر خانہ کعبہ سے روکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ اسکے بعد تو کسی مشرک نے کسی مسلمان کو نہیں روکا۔ بلکہ سورہ برأۃ کے ذریعہ مسلمانوں نے کافروں کو مسجد الحرام سے روک دیا ؛

خلاصہ مطلب یہ کہ اس آیت میں جو فرمایا کہ مسلمان خانہ کعبہ کے اولیاء ہیں۔ اور کافر اولیاء نہیں تو اولیاء سے مراد ظاہری متولی نہیں۔ کیونکہ جب کافروں کے اولیاء ہونے سے انکار کیا ہے۔ اسوقت واقعہ میں کافر ہی متولی تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء کے معنے حقیقی مناسبت رکھنے والے کے ہیں۔ اور ان اولیاءہ الا المتقون کے یہ معنے نہیں کہ ہمیشہ متقی لوگ ظاہری طور پر اسکے متولی ہونگے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ خانہ کعبہ کے ساتھ سچی مناسبت اور حقیقی تعلق ایسے لوگوں کا ہے۔ جو متقی ہیں۔ اور ان معنوں کے رو سے حضرت مرزا صاحب کے منکروں سے خواہ وہ مکہ میں ہوں۔ کفر کا فتوے لے اٹھ نہیں سکتا۔

اخیر میں یہ بھی خفی نہ رہے کہ سورہ توبہ کے تیرے رکوع میں اللہ تعالےٰ نے صاف فرما دیا کہ ضروری نہیں کہ خانہ کعبہ کے متولی مسلمان ہوں۔ فرمایا۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ۔ یعنے ایک شخص ہے جو اسلام لاتا ہے۔ اور سچے دین میں داخل ہوتا ہے۔ اور ایک شخص ایسا ہے جو مسلمان نہیں مگر خانہ کعبہ کو آباد کرتا ہے۔ اور حج کے موسم میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہے۔ کیا یہ دونو شخص برابر ہیں۔ آگے فرمایا۔ لا یستوون عند اللہ یعنے اللہ کے نزدیک یہ دونو شخص برابر نہیں۔ پس اس آیت میں خانہ کعبہ کے آباد کرنیوالے اور حاجیوں کو پانی پلانے والوں کو ایمان لانے والوں کے مقابل میں رکھ کر اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ خانہ کعبہ کا متولی ضرور مسلمان ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ خانہ کعبہ آباد کرے۔ اور حاجیوں کو پانی پلائے۔ مگر اسلام میں داخل نہ ہو ؛

سید محمد اسحٰق قادیان (ضلع گورداسپور)

جلسہ چک لوہٹ

۲۷۔۲۸ مارچ کا جلسہ چک لوہٹ ضلع لدھیانہ میں تھا۔ جو غوث گڈھ سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے ۲۷ کو صبح ۹ بجے غوث گڈھ سے بہرائی مکی منشی عبداللہ صاحب سنوری و دیگر احباب بسواری بہلی روانہ ہوئے۔ قریباً ایک کوس پیدل چل کر احباب کے اصرار سے بہلی پر سوار ہوئے۔ بہلی کے بیل نوخرید اور بہلی میں لگے ہوئے نہ تھے۔ وہ بوجہ دیہاتی ہونے کے ہمارے لباس سے ڈرتے اور جوئے کو بار اپنی گردن سے نکالتے تھے۔ بمشکل ایک آدھ میل چلے ہونگے۔ کہ بہلی کی میخینی ٹوٹ گئی۔ جس سے بہلی پر سواری مشکل ہو گئی۔ خاصکر ہمارے مکرم حافظ روشن علی صاحب کے وزن کو بہلی بالکل برداشت نہ کر سکی۔ لاچار ہو کر حافظ صاحب کو ایک گھوڑی پر سوار کرایا۔ اور مولوی غلام رسول صاحب سلمہ پیدل چل کر ہم سے پہلے ہی چک لوہٹ پہونچ گئے۔ یہ خاکسار اکیلا بہلی میں بیٹھ کر کوئی تین بجے کے قریب چک لوہٹ پہونچا آگے جلسہ ہو رہا تھا۔ اور مخدومی مولوی غلام رسول صاحب اپنا فاضلانہ لیکچر زیر صدارت حافظ صاحب جن کو گھوڑی بہت جلد منزل مقصود پر لے پہونچی تھی۔ دے رہے تھے چک لوہٹ کے احمدیوں نے نہایت شاندار سٹیج بنا کر سجایا ہوا تھا۔ اور قریباً ڈیڑھ سو کے حاضرین کی اسوقت تعداد تھی۔ مولوی صاحب کے لیکچر ختم کرنے پر نمازیں جمع کیں اور دوسرا اجلاس مسجد احمدیہ کے صحن میں ہوا۔ اسوقت حاضرین کی تعداد کافی تھی کہ تمام صحن مسجد بھرا ہوا تھا۔ اور مسجد سے باہر کے صحن میں بھی کئی سو آدمی تھے۔ اور یہ زیادہ تر غیر احمدی تھے۔ دوسرا لیکچر وفات مسیح پر صحن مسجد میں اس خاکسار کا ہوا اور سامعین نے خوب سنا۔ اور فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ قریب مغرب جلسہ برخاست ہو کر پہلے دن کے اجلاس ختم ہوئے ؛

۲۸ مارچ کا جلسہ

۲۸ مارچ کو صبح ۱۰ بجے جلسہ اسی مسجد کے صحن میں منعقد ہوا۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب کا جامع لیکچر صداقت مسیح موعودؑ پر ہوا۔ بعد اختتام لیکچر حافظ صاحب کہانا کھایا گیا۔ اور نمازیں جمع کیں۔ اور دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جو تین بجے بعد ظہر قبل عصر تھا۔ اس میں چند معترضین کے اعتراضات پیش ہوئے۔ جنکے جوابات مولوی غلام رسول صاحب حافظ صاحب و خاکسار نے یکے بعد دیگرے دئے۔ اور آدھ گھنٹہ تقریر مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے ختم نبوت پر بیان کی جو عمدہ تھی۔ اسکے بعد جھوک مہدی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی پر ایک دیہاتی اعتراض ہوا جس سے سامعین کو بہت دلچسپی تھی کہ ہم میں سے بھی ایک ناخواندہ نے وزندار اعتراض کر دیا۔ اور اس معترض کی حمایت ایک ہندو صاحب نے جو غالباً پٹواری تھے کی۔ جن کا جواب اس خاکسار نے بہت کھولکر دیا۔ اور سمجھایا کہ تناسخ جس طرح جزا و سزا کا نام ہے۔ وہ اس مصرعہ سے جو جھوک کے شروع میں ہی لکھا گیا ہے۔ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اور وہ مصرعہ یہ تھا ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"نبی محمد آئے مہدی دے بھیس نی"

اس فضول اور نامعقول امر پر دیر تک جھگڑا رہا۔ مگر معترض ایسے شان کا انسان تھا جس سے امرتسری ملاں بھی ایک آدھ قدم پیچھے ہی رہا ہے۔

اس معترض کے بعد ایک دوسرا معترض آٹھا۔ جس نے ماقتلوہ وماصلبوہ پڑھ کر بل رفعہ اللہ الیہ سے مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا دعوے کیا۔ یہ معترض اردو پڑھا ہوا تھا۔ اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن پر اڑا ہوا تھا۔ جس مترجم کے وہ الفاظ جو خطوط وحدانی (بریکٹوں) کے اندر ہوتے ہیں انکو نگاہ دانی دینے۔ کہ یہ دیکھو مسیح کا آسمان پر جانا قرآن مجید میں لکھا ہے خدا خدا کر کے اس جہل مرکب کو سمجھایا۔ کہ قرآن مجید میں ایسا نہیں لکھا۔ دہلی کے چھاپہ خانہ میں ایسا لکھا گیا ہے اور ولایتی کاغذ پر اردو زبان میں چھاپا ہے۔ خدا کے کلام عربی زبان میں یہ نہیں لکھا۔ تب وہ خدا جانے سمجھکر یا بے سمجھی سے ہی خاموش ہو گیا ✤

سلسلہ بیعت

لیکچروں کے بعد آخری وقت پر ایک شخص نے کہا کہ میں بیعت کرنی چاہتا ہوں اس کی درخواست بیعت پیش ہونے پر اعلان کیا گیا کہ جس شخص نے دو روز تک تقریروں کو سنکر صداقت کو سمجھ لیا ہے۔ اور وہ بیعت کرنا چاہے۔ تو وہ بھی بیعت کر لے اس آواز کا دینا تھا کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ سامنے آگیا۔ اور ایک دم کثیر تعداد سے لوگ بیعت کے واسطے اٹھ اٹھ کر ہمارے میز کے پاس آتے گئے۔ بیعت لینے کی اجازت حضرت حافظ صاحب کو امیر المومنین کی طرف سے ملی ہوئی ہے۔ حافظ صاحب نے بیعت لینی شروع کی۔ ایک بار بیعت لے چکے۔ دوسری بار پھر ایک جماعت اٹھی۔ اس نے بیعت کی۔ تیسری بار پھر ایک دستہ بیعت کے واسطے آیا۔ چوتھی بار آخری دفعہ چوہدری غلام محمد صاحب نمبردار نے جن کی بیعت نہ کرنے کا مجھے سخت قلق تھا۔ معہ اپنے اہل وعیال کے داخل سلسلہ احمدیہ ہو کر بیعت کر لی جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور خدا کی حمد کی۔ فللہ الحمد۔ اور اب جلسہ کی کارروائی کامیابی کے ساتھ ۸۷ آدمیوں کے داخل سلسلہ ہونے پر ختم ہوئی۔ ثم الحمد للہ ✤

ہماری واپسی اور تذکرہ احباب

اب ۶ بجے شام کا وقت تھا۔ اور ہماری واپسی کے لئے مخدومی منشی عبداللہ صاحب سنوری نے ماچھی واڑہ سے ٹم منگائی تھی۔ اسپر ہم سب سوار ہو کر ماچھیواڑہ کو روانہ ہوئے۔ باشندگان چک لوہٹ دور تک ہمیں رخصت کرنے آئے۔ اور اخی ام منشی عبداللہ صاحب تو ہمیں گھر تک پہونچا کے لوٹے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ احمدیان چک لوہٹ کے پیش امام مکرمی مولوی عبدالحی صاحب ایک پرجوش مگر خاموش احمدی ہیں۔ اس گاؤں کے تمام باشندے مولوی صاحب پر بہت خوش ہیں۔ اور مولوی صاحب کا دلی جوش اور قلبی خواہش یہ رہتی تھی۔ کہ ان کے سب دوست احمدی ہو جائیں جو خدا کے فضل سے انکی یہ آرزو پوری ہوئی۔ مولوی صاحب کو احمدیت تو ورثہ میں ملی ہوئی ہے مگر آپنے اس میں کوئی اضافہ اپنی ذاتی کوشش سے نہیں کیا تھا۔ اور نہ آپنے دارالامان کو آکر دیکھا۔ مگر باایں ہمہ احمد علیہ السلام پر فدا اور محمود ایدہ اللہ پر نثار ہیں۔ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب کو بیش از بیش خدمت سلسلہ کا جوش اور حاضری دارالامان کی توفیق عطا فرماوے آمین اب مولوی صاحب نے ہم سے وعدہ پختہ کر لیا ہے کہ وہ قادیان شریف حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ اور ہمیشہ حاضر ہوتے رہینگے مولوی صاحب و دیگر احباب چک لوہٹ نے جس خلوص اور محبت سے حق مہمانداری ادا کیا۔ خدا تعالےٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرماوے ✤

ہم نے کھنہ اسٹیشن سے رات کے بارہ بجے کی گاڑی سے سوار ہونا تھا۔ اور کھنہ چک لوہٹ سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ماچھیواڑہ تک کچا راستہ جو پانچ کوس تھا ۷ بجے شام کے چک لوہٹ سے سوار ہو کر رات کے ساڑھے نو بجے تک طے ہوا۔ آگے وہاں ایک مخلص احمدی معزز دوست نے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ اس کے واسطے ماچھیواڑہ میں تھوڑی دیر قیام کرنا تھا۔ سوچا گیا کہ گیارہ بجے کے قریب قریب فارغ ہونگے۔ تو ۱۲ بجے کی گاڑی کھنہ کی جو وہاں سے ۱۶ میل ہے۔ گو پختہ سڑک اور سواری ٹم ٹم کی ہے۔ نہیں ملیگی۔ صبح کو چلینگے۔ یہ سوچکر وہیں رہ پڑے۔ ماچھی واڑہ کا حال اگلی اشاعت میں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ ✤

تبلیغ رسالت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اشتہارات کی جلد اول خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہو چکی ہے۔ اور اس ماہ میں ہی امید ہے کہ شائع ہو جائے صرف نو کاپیاں چھپنے کے واسطے امرتسر بھیجی ہوئی ہیں۔ خیال تھا کہ وہاں جلد طبع ہو جائیگی۔ لیکن افسوس کہ امرتسر کے مطبع والوں نے ضرورت سے زیادہ دیر لگادی۔ قادیان میں بمشکل اخبارات چھپ سکتے ہیں۔ کتابوں کا چھاپنا یہاں مشکل سے بھی نہیں ہوتا۔ اور جب کسی کتاب کو طبع کرانا پڑتا ہے۔ تو لاہور امرتسر ہی جانا ہوتا ہے۔ اور یہ تکلیف زیادہ تر اسوجہ سے ہے کہ یہاں سامان طبع اچھا نہیں۔ اور فاروق کا اپنا پریس نہیں۔ دوسری جلد مجموعہ اشتہارات کی لکھی جارہی ہے وہ بھی انشاء اللہ جلد ہدیہ ناظرین ہوگی۔ جلد اول میں ۱۵۶ اشتہارات ایسے طبع ہوئے ہیں۔ جنمیں سے بعض بالکل نایاب مگر بے بہا اور اتمام حجت علی المخالفین کے لئے حد انتہا تک پہونچے ہوئے ہیں۔ اور بعض اون میں اب تک کسی اخبار یا رسالہ یا مجموعہ میں شائع نہیں ہوئے۔ اور یہ اشتہار ۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۱ء تک کے ہیں۔ اس جلد کی قیمت جو ۱۶۰ صفحہ کی ہے۔ حسب وعدہ مینے صرف اکلے روپیہ رکھی ہے۔ اور قریباً ۳ محصول ڈاک ہوگا مینے اس مقدس مجموعہ اشتہارات کے واسطے بار بار فاروق میں اعلان کیا تھا۔ کہ احباب ایک ایک روپیہ پیشگی بطور قیمت کتاب کے بھیجدیں۔ تو طبع کتاب میں آسانی ہو جاوے کیونکہ کاغذ بہت گراں ہے۔ اسلئے اس پیشگی قیمت سے کاغذ خرید لیا جاوے۔ الحمد للہ کہ میری آواز پر قوم نے توجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمائی۔ اور اکثر احباب نے بجائے ایک ایک روپیہ قیمت ایک جلد کے مکمل دس جلدوں کی قیمت بمبلغ دس دس روپیہ پیشگی ارسال فرما کر ثواب حاصل کیا۔ اور بعض نے بیس بیس پچیس پچیس جلدیں خریدنے کا وعدہ فرما کر پیشگی قیمت عطا فرما دی۔ اور بعض نے قیمت کتاب کے علاوہ بطور اعانت بھی امداد فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

جن احباب نے کامل مجموعہ کی قیمت ارسال فرمائی ہے ان کے اسماء گرامی وقتاً فوقتاً فاروق میں شکریہ کے شائع ہوتے رہے ہیں۔ سابقہ شائع شدہ ناموں کے علاوہ احباب ذیل نے رقومات ذیل عطا فرما کر ثواب حاصل کیا۔

(۱۶) مکرمی ڈاکٹر فضل کریم صاحب فیلڈ سروس ۱۲ روپے

(۱۷) مکرمی سیٹھ موسیٰ صاحب جام نگر ۱۰ روپے

(۱۸) مکرمی بابو مظفر احمد صاحب کوہاٹ۔ تو پخانہ ۲۸ ۱۰ روپے

(۱۹) مکرمی منشی فرزند علی صاحب منجانب جماعت احمدیہ فیروز پور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰ روپے

(۲۰) مکرمی صوبیدار غلام حسین صاحب فیلڈ سروس بوشہر (ایران) مع دیگر احباب ۔ ۔ ۱۰ روپے

(۲۱) مکرمی عبداللہ خان صاحب سوداگر میدان برہما

اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزاء خیر دے اور دین و دنیا میں بامراد کرے۔ آمین

میں پھر ایکبار اطلاع دیتا ہوں کہ جن دوستوں کو اسکی خریداری منظور ہے۔ وہ بہت ہی جلد ایک ایک روپیہ پیشگی بطور قیمت کتاب ارسال کر دیں اور کامل مجموعہ کی خریداری منظور کریں۔ صرف ایک دو جلد کسی کو نہیں ملیگی۔ تاوقتیکہ کامل مجموعہ نہ خریدیں۔ یہ ایک خزانہ ہے جو مدت سے پوشیدہ تھا۔ اور اب خدا نے اپنے فضل سے اس عاجز کو اسکے ظاہر کرنے اور دنیا میں پھیلانے کا موقعہ عطا فرمایا۔ ثم الحمد للہ

خطبات نور

حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے فرمودہ خطبات جمعہ و عیدین وغیرہ ہر دو حصے چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ عہ علاوہ محصول ڈاک۔ دفتر فاروق سے طلب فرماویں

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

اور

امام مہدی علیہ السلام

(از منشی جان محمد صاحب احمدی ہوشیارپوری)

حضرت موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق جہاں خدائے عزوجل اپنی کتاب فرقان حمید میں بذریعہ آیات بینات ناطق و شاہد ہیں۔ اور حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بعثت نبی آخر زمان علیہ السلام اپنے پورے نشانات کے ساتھ سچائی پر گواہ ہیں۔ وہاں عارفین کاملین امت مرحومہ بھی اس برگزیدہ انسان کی نشان دہی سے نہیں چوکے۔ اور اپنے علم ربانی کے مطابق اس کامل ہستی کا جسقدر علم ملا۔ لوگوں کو پہنچایا۔ چنانچہ عارف باللہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں اپنی مشہور و معروف کتاب فتوحات مکیہ میں مہدی آخر زمان مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو نشانات بتلاتے ہیں کس طرح اپنی پوری کیفیت میں جلوہ فرما ہو رہے ہیں۔ حضرات صوفیہ کرام کا ایک بڑا حصہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ کو مثل حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الولیین مانتا ہے۔ اور ان کے فلسفہ تصوف کو بڑی عقیدت کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔ جس کا بڑا حصہ فلسفہ ویدانت کے مشابہ ہونے کے سبب اکثر اعاظم متصوفین کی نظروں میں نہایت گمراہ کن غیر اسلامی تعلیم تصور کیا جاتا رہا ہے تاہم فلسفہ تصوف سے قطع نظر کر کے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے پایہ کا بزرگ تسلیم کیا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ان کو باوجود اختلاف رائے کے صالحین میں شمار کرتے ہیں۔ زمانہ حال کے صوفیوں کو دیکھو۔ جو فلسفہ تصوف حضرت ابن عربی رح پر مدل و جان فریفتہ و شیدا ہیں۔ اور ان کی تعلیم کا دارومدار ہی فلسفہ ابن عربی رح پر ہے۔ اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو کشور ولایت کا شہوار سمجھتے ہیں۔ اور فتوحات مکیہ کو بذریعہ کشف صحیح تحریر میں آیا ہوا مانتے ہیں۔ مگر امام مہدی علیہ السلام کے نزول کے موقعہ پر کس طرح ابن عربی کی تعلیم کو پس پشت ڈالکر ان کی پیشگوئی کے مصداق بن رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر انکے لئے خسران و تباب کیا ہو گا؟

عصر موجودہ کا ایک ناعاقبت اندیش جس کی دماغ فلسفہ افرنجیہ کی لاطائل اور لایعنی دلیلوں سے پُر ہو کر معارف قرآنیہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے اور جسکی آنکھیں چوندھی روشنی سے اسقدر خیرہ ہو گئی ہیں کہ اسلامی روحانیت سے بے بہرہ ہو گئی ہیں۔ اپنے منگھڑت اصول و اجتہاد کی بناء پر جن کا زیادہ تر سرسید احمد کی خالی از روحانیت نیچری تعلیم پر دارومدار ہے۔ آج حضرت محی الدین ابن عربی کے فلسفہ پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ جنمیں سے بعض اعتراض درست اور صحیح بھی تو ہیں۔ تو صوفی کانفرنس اس کو بائیکاٹ کر دیتی ہے۔ اور نئی روشنی کے صوفی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی ہیں کہ اس کو ہوم رولی تلوار کی دھمکی دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت بڑی شد و مد کے ساتھ اسکے ہم نوا ہو کر اس کی توجہ کو منقلب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس طریقے سے ایک تو فرقہ صوفیہ کی مخالفت یا ان کے عقاید باطلہ کی تردید کی آگ جو ان کے خرمن ناز پر گر کر خس و خاشاک کی طرح جلانے والی تھی۔ ٹھنڈی ہو جائیگی۔ دوسرے عوام کالانعام میں ان تحریروں سے جو بددلی پھیل گئی ہے۔ مبدل بہ ہمدردی ہو جائیگی۔ معلوم نہیں۔ جناب خواجہ صاحب اپنے ارادے میں کہاں تک کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس بات کا بخوبی علم تو ان کو ہو گا مگر خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی اس کارروائی نے جو بلاوجہ اور بلاسبب یکایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمد قادیانی کی مخالفت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے مقابل میں شروع کر کے جہاں اپنی روحانی قوت کا ثبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کیا ہے۔ وہاں سرگروہ صوفیہ عارف ربانی حضرت محی الدین ابن عربی کی پیشینگوئی کو بھی سچ کر دکھایا۔ حضرت ممدوح الشان اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں حضرت امام المہدی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتے۔ کہ :-

اذا خرج الامام المهدی علیہ السلام فلیس له عدو مبین الا الفقهاء خاصة فانهم لا یبقی لهم ریاست ولا تمیز عن الائمة بل یبقی لهم محکم الا قلیلا ولا یرتفع الخلاف من العالم بوجود هذا الامام ولولا ان السیف بیده لافتی الفقهاء بقتله ویعتقدون فیه او یحکم بغیر مذهبهم انه علی الضلالة فی ذلک الحکم لانهم یعتقدون ان اهل الاجتهاد وزمانه قد انقطع وما بقی مجتهد فی العالم ولا یوجد بعد هم احد علی درجة الاجتهاد ۔

(ترجمہ) بوقت خروج مہدی علیہ السلام فقہاء اور علماء سے بڑھ کر ان کا کوئی کھلا دشمن نہ ہوگا کیونکہ اسوقت ان کی گدیاں یا خانقاہیں جاتی رہینگی۔ اور باوجود دعوے فضیلت و علمیت ان کا رتبہ عوام سے زیادہ نہیں رہے گا۔ اور کچھ فرق و تمیز ان میں اور عوام میں نہیں رہے گی۔ اور ان کا حکم۔ فیصلہ ناقابل عمل رہے گا۔ اگر اس امام کے پاس حفاظت الٰہی اور تائید ربانی کی تلوار نہ ہووے۔ تو ضرور قتل کی سازشوں میں کامیاب ہو جائیں۔ اور جب کبھی امام مہدی بخلاف عقائد مروجہ اپنے خداداد علم لدنی کی بنا پر جن کا ماخذ کتاب و سنت ہوگا فتوی دینگے۔ تو خود گمراہان یا دیہ ضلالت امام مہدی کو گمراہ سمجھیں گے۔ اسلئے کہ انکے خیال باطل میں مجتہد کا پیدا ہونا باقی نہیں رہا۔ اور زمانہ منقطع ہو گیا۔ دنیا مجتہد کے وجود سے خالی۔ اور خدائے قادر مطلق علیم و حکیم اب ائمہ مجتہدین سابقہ کی مانند کسی بشر کو پیدا کرنے پر نعوذ باللہ قادر نہیں رہے۔ اور انکی رحمتوں کے باب مسدود ہو گئے ۔

جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت خاتم النبیین کو محدود دائرے میں قید کر لیا ہے۔ اپنے ائمہ مجتہدین کو انہی معنوں میں خاتم الائمہ سمجھنے لگے ہیں ۔

پیشین گوئی متذکرۃ الصدر کسطرح اپنی پوری قوت کے ساتھ ظاہر ہو رہی۔ اس پیشگوئی میں علاوہ مخالفت علماء و فقہاء و صوفیاء کے چشم بصیرت کے لئے بڑے بڑے عظیم اسرار کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ جن کی تہ کو پہنچنا سوائے سعید الفطرت انسان کے اور کسی کی مجال نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجات عالی کی پوری شان کی جھلک نظر آرہی ہے۔ صوفیائے کرام بزعم خود سمجھے بیٹھے ہیں کہ خروج امام المہدی ہم ہی سے ہوگا اور ان کا تعلق۔ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ اور نقشبندیہ وغیرہم سے کسی ایک کے ساتھ ہوگا۔ حالانکہ نہ تو عقل سلیم اسکو تسلیم کرتی ہے۔ اور نہ قرآن و حدیث میں کہیں اس کا ذکر۔ دیکھئے مندرجہ صدر پیشگوئی تو امام مہدی علیہ السلام کے متعلق سب سے بڑا نشان مجتہد العصر ہونے کا بیان کرتی ہے۔ بلکہ ان کی مخالفت کا بڑا سبب ہی ایک ہو گا کہ وہ بلا واسطہ راست کتاب و سنت سے اکتساب علم کر کے اور تائید الٰہی سے دنیا میں حکم ہوگا۔ اور دنیا میں کسی ایک کو بھی اس سے افضلیت کا دعوے نہیں ہوگا۔ اگر امام مہدی صوفیائے کرام کے خود ساختہ روحانی سلسلوں میں سے کسی ایک سے اکتساب علم و فضل کر کے روحانی ترقی کے مدارج عالیہ حاصل کرنے کے بعد اس مرتبہ عالی پر فائز ہونیوالے ہوتے تو اس میں ان کی ذاتی خوبی کیا ہوئی۔ کیونکہ ایسی ترقی تو اکتسابی ہوئی۔ جو بیسیوں واسطوں سے جاکر حاصل ہوتی ہے۔ اور اس مرتبہ عالی کے ہرگز شایان شان نہیں ۔

حضرت مسیح موعود احمد قادیانی ہی اسکے مصداق ہیں

غور کیجئے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر کس طرح یہ پیشگوئی چسپاں ہوتی ہے۔ (۱) حضرت مسیح موعود نے کسی ایک بھی فرقہ صوفیاء میں سے روحانی تعلیم اخذ نہیں کی۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ سنت سید الانبیاء نے آپ کو جملہ اولیائے کرام امت مرحومہ کو عزت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ اور ان کی کوششوں کو جو دین حنیف کے پھیلانے میں ان حضرات نے فرمائی ہیں۔ بنظر استحسان دیکھا ہے۔ جس کا بڑا ثبوت وہ تحریر جو خواجہ حسن نظامی دہلوی دہلوی کے پاس حضرت مسیح موعود کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور مامورین عصر سے انحراف گویا کمی ایمان کا نشان بتلایا ہے۔ آپ کی کل تعلیم کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ اور جملہ کمالات روحانی اور فضیلت انسانی کے کل درجات براہ راست حضرت احدیت کی بارگاہ عالی سے حاصل ہوئے ہیں۔ اور کمال انسانیت کے مدارج عالیہ حضور فخر الاولین و الآخرین خلاصہ کائنات فخر موجودات سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر کے مرتبہ نبوت پر فائز ہوئے۔ اور اس ذات ستودہ صفات سے کامل تعلیم پاکر جملہ خوبیوں کا مظہر اتم ثابت ہوئے ہیں ۔

(۲) اگر امام مہدی جیسا عظیم الشان انسان موجود فرقہائے صوفیاء و طبقہ ہائے علماء سے تعلیم پاکر اس قابل ہونا ہوتا۔ تو ضرورت امام کب پیدا ہو سکتی تھی کیونکہ اگر یہی عقیدے جو بسبب جہل و نادانی دنیائے اسلامی کے دلوں میں جڑ پکڑ گئے ہوئے ہیں۔ اور وہی علم جو موجود ہے۔ دنیا میں پھیلانا ہوتا۔ تو ایسے مہدی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ خدائے تبارک تعالیٰ کے علم میں سب کچھ ہے۔ اسکو معلوم ہے۔ کہ دنیا اپنی بدکرداریوں کے سبب۔ قریب فنا۔ علماء اپنے جہل علمی کے باعث بدعمل۔ فقراء اپنی بداعمالیوں پر از کمر و ریا غالی از اسلامی روحانیت افعالوں کے سبب ظهر الفساد فی البر والبحر کے مصداق بنی ہوئی ہو۔ ضرورت ہے کہ الٰہی دینی و دنیاوی اصلاح کے لئے مسیح کو اور مہدی معہود کو مبعوث فرمائے۔ پس وہ آیا۔ جو براہ راست خورشید نبوت سے روشنی حاصل کر کے افق اسلامی پر ماہ تاباں ہو کر چمکا۔ اور جسنے علم الٰہی سے شرمندہ اندوز ہو کر دنیا میں اعلان کیا۔ اور بفحوائے آیہ کریمہ وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی جو الٰہی وحی کے مطابق اعلان کیا۔ سنت آں نے موافق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہتوں نے انحراف کیا۔ تھوڑوں نے قبول کیا۔ جیسے دنیا کو آنے والے مصائب و آلام سے جو بصورت کفران و انکار مقرر ہو چکے تھے۔ ڈرایا گیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے اپنے زور آور حملوں سے قبول کرائیگا۔ فقط ؎

ایک وارثی کے خط کا جواب

"دربارہ حسن نظامی"

چند روز ہوئے ایک وارثی نے مکرمی اکمل صاحب کو لکھا کہ آپ نے یہ کیوں لکھا کہ صوفیوں کی لاج حسن نظامی کے ہاتھ میں ہے۔ اور کہ ہم خاک نشینوں میں بہت ہیں۔ جو کفن بدوش آپ سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ خط اس کا جواب ہے۔ (ایڈیٹر) جناب اکمل صاحب

آپ کا شکوہ میرے سر آنکھوں پر۔ مگر میں مجبور تھا۔ اور اس لحاظ سے عذر کرام الناس معنوی جو شخص سات کروڑ مسلمانوں کا قائمقام بنا ہے۔ اور اس بڑے بول کو شائع کرتا ہے اور میرا یقین ہے کہ حضرات صوفیاء بھی اپنے آپ کو انہی سات کروڑ میں سمجھتے ہیں۔ تو میرا حق تھا کہ میں حسن نظامی سے خطاب کرتے ہوئے کہوں کہ صوفیاء کی لاج رکھ لیں۔ آپ جو انہیں اپنا قائم مقام نہیں سمجھتا یا اپنی لاج ان کے ہاتھ میں نہیں جانتا اس کا فرض ہے۔ کہ وہ بذریعہ اخبارات ان سے اظہار برایت کرے۔ میں بھی تو یہی دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ خواجہ حسن نظامی تمام صوفیا کے مسلمہ نمایندے نہیں۔ اس نقصان کے اتمام کے لئے جو بھی میرے ساتھ ہو۔ میں اسکے ساتھ ہوں۔ ہماری جنگ ہماری صلح اللہ کے لئے ہے۔ نفسانی نہیں اور نہ ہم ذاتی صفاتی جھگڑوں میں وقت ضائع کرنیوالے ہیں۔ ہمارا دعوے صرف یہ ہے کہ وہ حقیقت منتظرہ جو مصلح عالم کل ہے۔ اس کے لئے خدا نے اپنے کلام میں فرمایا۔ ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ ..... وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔

وہ ذات پاک جس نے امیین (اصحاب ب) میں ایک رسول عظیم الشان بھیجا۔ جس کا کام یہ ہے کہ وہ خدا کی آیات پڑھ کر سنائے۔ ان لوگوں کا تزکیہ کرے۔ انہیں کتاب و حکمت سکھلائے۔ اور یہی رسول مبعوث ہوگا۔ آخرین (ایک اور قوم میں) میں جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ پس رسول اقدس کا بعثت ثانی ضروری ہے۔ مگر یاد رہے کہ نہ تو وفات یافتہ اس دنیا میں واپس آیا کرتے ہیں نہ تناسخ صحیح ہے نہ مسئلہ حلول درست۔ البتہ بروز صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی کی خو بو پر کسی کے رنگ میں رنگین ہو کر کسی کے کمالات کا وارث ہو کر آجائے۔ چنانچہ ہمارا اعتقاد ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے نام سے وہ ہی رسول عربی پھر ظاہر ہوا۔ جس نے آپ کا اُسی ہو کر اسقدر اطاعت کی۔ کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ پر پہنچ کر تمام کمالات محمدیہ کو اپنے آئینہ ظلیت میں منعکس کر لیا۔ اور اسی ذات قدسی صفات کے رنگ میں رنگین ہو گیا۔ یہ خوش اعتقادی سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ دلائل و براہین نشانات و بینات ہیں۔ اس امر پر کہ جس بات جس کمال نے محمد عربی کو محمد رسول اللہ بنایا۔ اسی نے مرزا غلام احمد کو احمد رسول اللہ بنایا۔ آپ جو دلائل و براہین حضرت محمد رسول اللہ کے متعلق پیش کرینگے۔ وہ ہی میں منہاج نبوت پر مرزا غلام احمد میں ثابت کر دوں گا

پھر اس بعثت ثانی میں محمد رسول اللہ نے جس نام سے آنا تھا وہ بھی قرآن مجید میں بتا دیا۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ساری دنیا جانتی ہے اور آپ بھی اسکے خلاف کو مدلل نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت محمد رسول عربی کا نام محمد تھا صلے اللہ علیہ وسلم احمد نام نہاں بانے رکھا نہ صحابہ کرام نے اس نام سے پکارا۔ نہ خدا نے اس نام سے ندا کی۔ پھر وہ داعی الی الاسلام بانی اسلام تھے نہ کہ مدعو الی الاسلام۔ اور اس آیت میں اس رسول کی خبر ہے اسکے لئے تو مدعو الی الاسلام لکھا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اُمتی ہوگا۔ اور پھر رسول میرے دوست یقین کیجئے کہ اب ابد تک محمدی نبوت کا دور دورہ ہے عیسیٰ و موسیٰ کی جگہ نہیں۔ جہاں یہ محمدی نبوت بوجہ اتم ظہور پذیر ہوگی وہ ہی رسول و نبی کہلا سکیگا۔ اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے مَیں نے یہ بات بے فائدہ نہیں لکھی۔ میرا مطلب دکھانے کا ہے کہ جیسے محمد مدنی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسود و احمر عرب و عجم بر و بحر صوفیاء علماء کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اور سب پر ان کی دعوت کی اجابت فرض تھی اور ہے۔ اسی طرح پر احمد قدنی کی بعثت کافۃ للناس ہے۔ پس کوئی صوفی ہو یا خشک ملا۔ سبھی پر واجب ہے کہ اس بعثت ثانیہ پر ایمان لائیں۔ یہاں پر عدیم الفرصتی کا عذر نہیں سنا جا سکتا۔ اور نہ ہی تاب عشق و عاشقی قابل قدر ہے۔ تمہارا محبوب تو تمہارے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اور تم اندر مزے سے لیٹے ہوئے خواب دیکھ رہے ہو۔ معلوم ہوا کہ یاراں دیگرے راہے پر ستند جو عاشق اپنے معشوق کو بھی نہیں پہچان سکتا اسکے عشق پر لعنت۔ ہاں اگر کسی کے دل میں یہ بات ہے کہ یہ معشوق نہیں بلکہ اس کا بہروپ بھر کر کوئی غیر میری آزمائش کے لئے آگیا ہے۔ تو پھر وہ اس کا ثبوت دے۔ محض قیل و قال سے کام نہیں چلتا۔

بہتر یہی ہے کہ مولا کے حضور فریقین دعا کریں جھوٹے کا منہ کالا ہو۔ تا سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ یہ رُو کون ہے۔ اور سرُو کون ہے (خلیفہ) اسی فیصلہ کے لئے حسن نظامی کو بلایا گیا تھا۔ خدا کے برگزیدہ نبی احمد کے سر نے اپنے آپ کو میدان مبارزت میں ظاہر کیا اور کہا کہ ایک ہزار مرید کفن بدوش میرے ساتھ ہو۔ اور ایک ہزار تمہارے ساتھ لاہور مباہلہ ہو جائے۔ حسب قوانین شریعت پھر دیکھیں۔ خدا کس کی ہلاکت کرتا ہے ایک ہزار کی شرط اس لئے کہ تمام ہندوستان میں مختلف علاقوں کے ایکہزار انسانوں کی ہلاکت سے تہلکہ مچ جائیگا اور دنیا کی آنکھیں کھلینگی۔ اور وہ اپنے ہادی کو پہچان لیگی۔ افسوس کہ نظامی صاحب درگور ہوئے۔ انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سامنا کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ بارہا ان کی گود میں تزلزل پڑا۔ اب تو وہ حرکات مذبوحی بھی نہیں کرتے۔ ہاں آپ سے سنتا ہوں کہ چند کفن پوش صورتیں مقابلہ کو تیار ہیں۔ اجی حضرات! وہ صورتیں کہاں وہ پوش اور کیوں خاموش ہیں۔ مرد ہیں تو باہر نکلیں۔ پھر اور وقت کو نساہی اگر ان کے پاس کربلا کی خاک کی چٹکی ہے تو ادھر وہ ہے جس کے گریبان میں ہو حسین ہے۔ خاک نشینوں کو واضح ہو کہ ان کے سر پر کلی کڑک رہی ہے۔ وہ اپنے بچاؤ کا سامان کرلیں۔ حریم قدس میں پناہ گزین ہوں ورنہ خیر نہیں والسلام۔ (الحکم)

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جوابات

نمبر (۱)

یہ جوابات ہمارے مکرم مولوی عبداللہ صاحب ساکن بھینی ضلع لاہور نے لکھے ہیں۔ جو دلچسپی سے پڑھے جائینگے۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۱ - مرزا صاحب کتاب البریہ کے صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ یہ وہی ہوں۔ کیا یہ شرک بذات نہیں[1]

سوال نمبر دوم - اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں۔ اور اس حالت میں میں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اسکے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ کیا یہ شرک فی الصفات نہیں؟

سوال نمبر سوم - انما امرہ اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔ تیرا یہ مرتبہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اور صرف اسی قدر کہدے کہ ہو جا وہ ہو جاویگی۔

جواب سوال نمبر ۱ و ۲ - اولاً آپ نے اس کشف کی پہلی و پچھلی عبارت چھوڑ دی۔ اگر آپ اصل کتاب کو دیکھ لیتے۔ تو کوئی صورت سوال کی پیدا ہی نہ ہوتی۔ جس کا جواب دینا ہمارے ذمے واجب ہوتا۔

ثانیاً۔ یہ تو حضرت مسیح موعود کا ایک کشف ہے جسمیں صاحب کشف کو اپنا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ خوابیں اور کشف اکثر تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اکثر استعارات و مجازات کے رنگ میں دکھلائے جاتے ہیں۔ پھر صاحب کشوف و مناسبات جیسے جیسے فانی الرسول و فنائی اللہ کے مقامات طے کرتے جاتے ہیں۔ ویسی ویسی ان کو خوابیں و کشوف نظر آتے رہتے ہیں۔ ان کے ظاہر معانی لینے میں کبھی اور اکثر انبیاء و اولیاء پر حملہ ہوتا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سورہ یوسف میں حضرت یوسف کو کشف میں گیارہ ستارے۔ سورج و چاند سجدہ کرتے ہوئے اپنی طرف نظر آئے۔ کیا آپ کا حضرت یوسف پر ایسا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو معبود و مسجود قرار دیتا تھا۔ جو صریحاً شرک ہے۔ اور کیا اسکی تعبیر بعد چالیس سال آپ پر روشن نہیں ہوئی۔ کہ مراد اس سے اطاعت بارہ برادران و والدین ہے

ثالثاً۔ ایسے کشوف و کلمات دیگر اولیاء کرام سے بھی بہت مروی ہیں۔ دیکھو فصائد و فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ و کلمات ابوالحسن خرقانی کو۔ کہ مجھے اتنی قدرت ہے۔ کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو کھینچ لوں۔ اور زمین پر پاؤں ماروں اور تحت الثری تک پہونچا دوں۔ میں اپنی منزل آپ ہوں۔ میں تمام آدمیوں ملائکہ جنات چرند پرند اور تمام جاندار اور کل مخلوقات سے کنارہ جہاں پر ہیں۔ خبر رکھتا ہوں اور ایسا ہی بہتر نشان دے سکتا ہوں۔ جیسا کہ اپنے آس پاس کی چیزوں کا۔ مجھے وہ وقت عنایت کیا ہے کہ اول و آخر میرے وقت کے آرزومند ہیں۔ ساری مخلوق مثل کشتی کی ہے۔ اور میں اس کا ملاح ہوں۔ میں نے پہلے جانا تھا کہ امانت مجھ پر رکھی ہے جب بغور دیکھا۔ کہ اپنی خاوندی مجھ پر رکھی ہے۔ میں نے آسمانوں اور زمینوں کو دیکھا کہ میرے گرد طواف کرتے ہیں۔ بہشت میری طلب میں ہے۔ اور دوزخ میرے خوف میں ہے۔ اور اگر بہشت و دوزخ کا میرے نزدیک گذر ہو تو دونوں محو اپنے لوگوں کے بعد میں فانی ہو جاویں ✦ فتامل

پھر بازید بسطامی کے حالات کو پڑھ کر جب نماز فجر سے فارغ ہوئے۔ تو لوگوں کی طرف رخ کرکے فرمایا سبحانی ما اعظم شانی - انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون ۔ لوگوں نے سنکر کہا کہ یہ شخص تو دیوانہ ہو گیا ہے۔ فتامل۔

رابعاً۔ اس کشف کی تعبیر حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے خود ہی دوسری جگہ لکھدی ہے۔ پھر شرک فی الذات والصفات کا اعتراض کیسا؟

خامساً۔ اگر آپ کو یا آپ کے پیر کو خواب میں کسی محصنہ عورت کے وطی سے احتلام ہو جاوے۔ کیا تم خدا کے نزدیک زنا کار قرار دئے جاؤ گے۔ اور خواب میں آپ کوئی فوق العادت ترقی دیکھ لو۔ کیا اسکے ظاہر کا وہی معنی کرو گے یا اس کی تعبیر کسی معبر سے دریافت کرو گے۔ فتامل ✦

اب میں مزید توضیح کے لئے آپ کو کتاب البریہ کے صفحہ ۷۸ سے پڑھنا شروع کرتا ہوں۔ اور اخیر تک انشاء اللہ لفظ بلفظ لکھوں گا۔ پھر اس کشف کو جو آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں عربی میں مدت سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کو بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں وہ یہ ہے ترجمہ۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔ یا اُس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبالیا ہو۔ اور اُسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ کی رُوح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے یہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا۔

---

[1] بذات کی جگہ فی الذات لکھنا چاہئے تھا۔ جو اس نے عمداً غلطی کی یا جاہل ہے۔ ۱۲ مجیب ✦

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا۔ تو میرے اعضاء اسکے اعضاء اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت و قوت مجھ میں جوش مارتی ہے۔ اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگ گئے۔ اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو میں میں ہی رہا۔ اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی۔ اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی۔ اور میں سر کے بالوں سے ناخن تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا۔ جسمیں کوئی پوست نہ تھا۔ اور ایسا تیل بن گیا۔ کہ جسمیں کوئی میل نہیں تھی۔ اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا۔ جو نظر نہیں آتی۔ یا اس نطفہ کی طرح جو دریا میں جا ملے۔ اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا۔ اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میرے رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے میرے سب اعضاء اپنے کام میں لگائے۔ اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہوئیت سے نکل چکا ہوں۔ اب کوئی شریک اور مانع روک کرنیوالا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا غضب اور علم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو مہینے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جسمیں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر مہینے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں۔ پھر مہینے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا۔ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر مہینے کہا۔ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں۔ اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں۔ ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گی۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے سیدو مولا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جسنے تجھ سے بیعت کی۔ اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے اور یہ کہکر کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے۔ بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپکے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا:۔ قل یا عبادی۔ یعنی کہدے میرے بندو! پس ظاہر ہے۔ کہ جسقدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہوتی ہے۔ انجیل کے کلمات میں یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ بھلا اس سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی تو شان عظیم ہے۔ وہ انصافاً پادری صاحبان ان میرے الہامات کو بھی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر خود پادری صاحبان سوچ نہیں سکتے۔ تو کسی دوسری قوم کے تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے ان کی خدائی سمجھی جاتی ہے۔ ان منصفوں کے حوالہ کریں۔ پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے حق میں ڈگری دیں۔ اور حلفاً یہ بیان کر دیں۔ کہ یسوع کی خدائی زیادہ تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تو میں تاوان کے طور پر ہزار روپیہ ان کو دے سکتا ہوں ؛

پھر آگے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔ میں دوبارہ کہتا ہوں۔ کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے۔ کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے۔ یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے۔ ان کلمات سے بڑھ کر میرے الہامی کلمات ہیں۔ انتہیٰ۔

پھر آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جاوے۔ تو ایک شخص کے خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں۔ یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے۔ انتہیٰ یعنے جب میں خدا یا ابن اللہ ان الہامی کلمات سے نہیں بنگیا۔ تو یسوع اپنے الہامی کلمات سے کس طرح ابن اللہ بن سکتا ہے۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود اسی کتاب البریہ کے صفحہ ۷۵ پر لکھ آئے ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم میں تو ربت پر کوئی بھی زیادہ نہیں تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ مقبولوں کی عزت اور قربت اور محبت کے القاب خدا کی طرف سے ملتے ہیں۔ اور یا جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الٰہی کی محویت اور محبت اور بیخودی کے الفاظ منہ پر لاتے ہیں۔ ایسا ہی ان کا بھی حال تھا۔ اسمیں کیا شک ہے۔ کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے۔ تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے۔ تو محبت کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی روح اور اسکے محبوب کی روح ایک ہو گئی۔ اور فنا نظری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مقام میں بسا اوقات وہ اپنے تئیں محبوب سے ایک ہی دیکھتا ہے۔ جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ میرے ساتھ ہیں۔ اور تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ اور تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا کہ میری توحید۔ انتہیٰ۔ کما بیائتی جواب السائل حقیقتہا انشاء اللہ سادساً۔ اس مکشف کے وہ الفاظ و کلمات جن پر خطوط کھینچے گئے ہیں۔ قابل غور ہیں۔ جن سے آپکا فنافی اللہ اور بقاء باللہ ہونا کامل طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اور فنا نظری اس کو کہتے ہیں۔ جو کسی سالک کی محبت میں فنا ہو جاوے۔ اگر اپنے شیخ و مرشد کی محبت میں فنا ہو جاوے۔ اس کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ اور اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو جاوے اس کو فنا فی الرسول اور اللہ تعالےٰ کی محبت میں فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ اور فنا فی اللہ کی حالت میں وہ اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے۔ پھر بقا باللہ کی حالت میں داخل ہو جاتا ہے۔ دیکھو اسی کشف کے الفاظ کو (الف) اللہ کی رُوح مجھ پر محیط ہو گئی۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی رُوح جو انبیاء اولیاء پر مسلط ہوتی ہے۔ اس نے مجھ کو گھیر لیا اور میں اس میں غائب ہو گیا (ب) یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔ یعنے میری تمام ہوا و ہوس اس کی گرمی سے خاکستر ہو کر فنا ہو گئی۔ اور میرے وجود کا ذرہ ذرہ نابود ہو گیا۔ (ج) میرے اعضاء اسکے اعضاء بنگئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ابی ہریرہ رضؓ سے مروی ہے :۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قال من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وما ترددت عن شیٔ انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن۔ یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بد لہ منہ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۹۔

فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے۔ میں اس کو آگاہ کرتا ہوں۔ ساتھ لڑائی کے یعنے وہ مجھ سے لڑلے۔ اور میرا بندہ میری طرف کسی شے کے ساتھ مقرب نہیں ہوتا۔ جسقدر فرائض کی ادائگی سے جو مجھ کو بہت محبوب ہیں۔ مقرب ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ بندہ میرا میری طرف قرب حاصل کرتا ہے۔ ساتھ نوافل کے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں۔ پھر جب دوست بنالیتا ہوں۔ تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بنجاتا ہوں۔ جس سے وہ چلتا ہے۔ پھر جب اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ تو اسوقت جو کچھ مانگیگا۔ ضرور میں اسکو دیدوں گا۔ اور جب کسی شے سے پناہ مانگیگا۔ ضرور میں اسکو پناہ دیدونگا اور میں کسی شے کے کرنے سے متردد نہیں ہوتا جس قدر نفس مؤمن سے متردد ہوتا ہوں۔ جو وہ موت کو بُرا مناتا ہے۔ اور میں بھی اس کی نفرت والی چیز کو بُری مناتا ہوں۔ حالانکہ اس کو اس سے کوئی چارہ نہیں ہے روایت کیا اسکو بخاری نے۔ دیکھو اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ مؤمن مخلص کے تمام اعضاء اللہ تعالےٰ کے اعضاء بنجاتے ہیں۔ پھر وہ جو مانگتے ہیں۔ مل جاتا ہے اور جس سے وہ نفرت کرتے ہیں۔ پناہ میں لیا جاتا ہے

(د) میرے رب نے مجھے پکڑا۔ اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا۔ یعنے اللہ محیط کے احاطہ میں میں بالکل نابود ہو گیا۔ جیسا کہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک وانت رب العلمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ۔ یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمک وانت رب العلمین۔ قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذلک عندی۔ یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال یا رب کیف اسقیک وانت رب العلمین قال استسقاک فلان فلم تسقہ اما علمت انک لو سقیتہ لوجدت ذلک عندی۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۱ و ۴۲۲۔

تحقیق اللہ تعالےٰ قیامت کے دن فرمائیگا۔ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہو گیا تو نے عیادت نہ کی کہیگا اے میرے رب میں تیری بیمار پرسی کسطرح کرتا۔ تو تو رب العالمین ہے۔ فرمائیگا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا۔ کہ فلانا میرا بندہ جو میری محبت و اطاعت میں محو ہو گیا ہو تھا اور اپنی اضطراری حالت میں تجھ سے کھانا مانگا۔ پر تو نے اس کو نہ دیا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا۔ جس سے وہ سند رق کر لیتا۔ تو تو اس کو میرے پاس پاتا۔ کیونکہ وہ میری محبت میں فنا ہو چکا تھا۔ اور اس کا تمام بدن میرا بدن ہو گیا تھا اے آدم کے بیٹے تجھ سے پیاس بجھانے کے لئے پانی مانگا۔ پر تو نے مجھکو نہ پلایا۔ کہیگا اے میرے رب میں تجھ کو کسطرح پانی پلاتا۔ تو تو جہانوں کا رب ہے فرمائیگا تجھ سے میرے فلاں بندہ نے جو روزہ دار تھا۔ اور اس کا افطار کا وقت ہو گیا تھا یا وہ مسافری میں تھا۔ اور پیاس سے تنگ ہو رہا تھا یا اسکے پاس پانی نہ ملنے کے اسباب تھے۔ یا اور کوئی عذر تھا۔ پانی مانگا تھا۔ اور اسکو پیاسی حالت دینے سے میں تیرا امتحان کرتا تھا پر تو نے اس کو پانی نہ پلایا۔ خبردار تحقیق اگر تو اس کو پانی پلاتا تو تو اس کو میرے ہی پاس پاتا۔ کیونکہ وہ فنافی اللہ کے مراتب طے کر چکا اور بقاباللہ کے مرحلہ میں آگیا تھا۔ (ف) یہاں عبد سے مراد وہ عبد ہے۔ جو زمین پر آرام سے چلے۔ اور جب کوئی جاہل جہالت سے بولے تو اس کو سلامتی کی دُعا کرے۔ اور رات بھر سجود و قیام میں گذارے۔ اور دعائیں مانگتا ہے کہ اے رب ہمارے تو ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ اور النفاق ما

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بیباندروی اختیار کرے۔ اور اپنے سوا لکے سوا کسی سے کچھ نہ مانگے۔ اور نہ کسی ایک کو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو پکارے۔ اور نہ کسی کو ناحق قتل کرے۔ اور نہ زنا کاری کرتا ہو۔ کیونکہ اس میں وہ گناہ عذاب ہو گا۔ اور نہ جھوٹی گواہی دے۔ اور کسی لغو مجلس میں نہ جاوے اور آیات الٰہی کو سن دیکھکر اندھا بہرا نہ ہو جاوے۔ اور اپنے سوا سے ایسی اولاد و ازواج طلب کرے۔ جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔ اور کہے یا مولا تو متقیوں کا امام بنا جیسا کہ سورہ فرقان کے رکوع اخیر میں ہے۔ یا یہ اشعر بعد فنا ہو اور ہوس کے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کامل تعلق پیدا کرتا کہ اس کی آتش محبت میں جلکر خاکستر کی طرح بن جاتا۔ اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا تمام وجود اللہ تعالےٰ کا ہی ہو جاتا ہے۔ اس کی بیداری کی عبادت اور اس کو کھلانا پلانا اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اللہ تعالےٰ کو ہی مجازاً کھلانا پلانا ہو جاتا ہے۔ فتدبر۔ (ھ) سو نہ تو میں ہی رہا۔ اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی (و) اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی (ز) اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا۔ کہ اس سے پہلے میں کیا تھا۔ اور پھر وجود کیا تھا (ح) اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا (ط) انکی گرفت سے میں بالکل معدوم ہوں۔ (ی) میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً محو ہو چکا ہوں پھر جب آپ کی خودی دنی اور سب خواہشوں دنیوی کی کچھ تمنا باقی نہ رہی۔ اور آپکی روحانیت و نفسانیت میں جدائی ڈالدی گئی۔ یہاں تک کہ آپ کو سب کچھ ماسبق بھول گیا۔ کہ میں کیا تھا اور میرا وجود کیا۔ کیونکہ میں اپنے آپ سے بالکل کھویا گیا۔ اور معدوم ہو گیا۔ اور میری ہستی کا وجود و ہویت سب کچھ جاتا رہا تھا۔ اور تمام نفسانی خواہش سے الگ ہو گیا تھا۔ تب میرا بولنا خدا کا بولنا ہو گیا (ک) اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ یہ کلمات اللہ تعالےٰ کی طرف سے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود فنا فی اللہ کے منہ سے نکلوائے گئے۔ گویا اللہ تعالےٰ اس کی زبان سے یہ مشہور کر رہا تھا کہ دنیا بگڑ گئی۔ اور اعمال پلید ہو گئے۔ اور نظام الٰہی میں فساد ڈالا گیا۔ آسمان کے نیچے زمین پر شرک بدعت در رسوم بد و اعتقاد فاسد کی پلیدی پھیل گئی۔ اور اس کا گند عام پھیل گیا۔ جیسا کہ انبیاء و اولیاء کی بعثت سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ اسلئے نئے نظام کی ضرورت پڑی۔ جس سے شرک کی بیخکنی کر کے توحید کا نقارہ بجایا جائے اور صلیب پرستی و بت پرستی و آتش پرستی و نفس پرستی و دنیا پرستی کا رائت گر کر آسمان و زمین گویا نئی بنائی جاویں۔ تب (ل) میری زبان پر جاری ہوا۔ جیسا کہ ملہموں۔ انبیاؤں کی زبان پر وحی و الہام جاری کیا جاتا ہے۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود کو فرمایا کہ تو کہدے کہ اب میں نے ارادہ زمین میں خلیفہ بنانے کا کر لیا ہے پس فی الفور میں نے اس آدم یعنے مسیح موعود کو اصلاح خلق کے لئے پیدا کیا۔ کیونکہ ہم نے اس انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے۔ اس سے اشاعت اسلام کی کرائی جاوے گی۔ اور زمین سے شرک کی پلیدی دور کر کے توحید الٰہی کا گویا نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین بنایا جائیگا۔ جیسا کہ اور مجددین سے ہر صدی کے سر پر بگڑے ہوئے دین کو نیا لباس دیکر نیا نظام دنیا آسمان و نئی زمین بنائے جاتے ہیں ۔

سابعاً۔ اس کشف کی تحریر میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد مرحوم مسیح موعود نے آسمان و زمین کے خالق ہونے کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ اس کو کشف بتلا کر پادریوں کو ہی غور کرنے اور سوچنے کا ارشاد فرمایا کہ الہامات مندرجہ انجیل سے مسیح ناصری کی خدائی ہرگز نہیں ثابت ہو سکتی۔ اور اگر ہو سکتی۔ تو مجھ کو ان سے بڑھ کر الہام و کشف ہوئے ہیں۔ ایسے الہاموں و کشفوں سے جب میں خدا نہیں بن سکا۔ تو مسیح ناصری کس طرح خدا بن سکتے ہیں۔

اور اس کشف کی تعبیر آئینہ کمالات اسلام میں خود ہی کر دی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ خلق جو میں نے دیکھی۔ اشارہ ہے طرف تاہلات سماویہ و ارضیہ کی۔ گویا فرماتا ہے۔ کہ اسباب مقصد کے مطابق بنا دئے۔ اور ہر ایک فطرت کو بنایا۔ جو اکوں اور ساکھوں سے کوق کی استعداد رکھتی ہے۔ اور میرے دل میں ڈالا۔ کہ اللہ ہر فطرت سالکہ کو آسمان سے پکارتا کہ تیار ہو جاؤ۔ اور میرے بندے کی نصرت کرو۔ اور اسے ایسی فطرت تو تم اسکی طرف بڑھو۔ اور اس خلیفہ کی جناب میں دوڑ کر حاضر ہو۔ یہ ۱۳۰۹ھ ربیع الثانی کو میں نے دیکھا۔ بڑا ہی بابرکت ہے۔ وہ جو سچی وحی کرنیوالا ہے۔ اور ہم اس واقعہ سے یہ مراد نہیں لیتے۔ جو وحدت وجودی لیتے ہیں۔ اور نہ ہم خدا کے حلول کر جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ واقعات حدیث بخاری کے مطابق ہے۔ جو عباد اللہ الصالحین کے مرتبہ قرب بالنوافل کے بارے میں آیا ہے۔ اباس انکشاف کے بعد اس کشف سے ایک دو فقرے لیکر کہ میں نے زمین و آسمان کو بنایا اور میں اسکی خلق پر قادر ہوں یا تو پیرا مارے منتہ کی شرارت سے یا حماقت۔ کیونکہ حضرۃ اقدس مسیح موعود نے کتاب حقیقۃ الوحی کے حاشیہ صفحہ ۹۹ پر ایسے کشفوں کی خود تشریح کر دی ہے۔ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے۔ یعنے ملائک کو اسکے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے۔ اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے یا لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرنا اور وانتم سکاریٰ کو چھوڑ دینا کی مثل ہو کہ وہی ہے۔ فتامل

ان شواہد بینہ و دلائل صریحہ کے ہوتے یہ کہنا کہ مسیح موعود مشرک تھے۔ یا خدائی یا خالق السموات والارض ہونے کا دعوےٰ کرتے تھے۔ ہرگز صحیح نہیں کذب اور افترا ہے ۔

خریداران فاروق توسیع اشاعت میں سعی فرماویں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی رسالہ کا دوبارہ اجرا

اس خاکسار خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے جبکہ دہلی رہتا تھا۔ میاں ثناء اللہ امرتسری کو دن بدن احمدیوں کے موہنے آتے اور حضرت نبی موعود مسیح معہود علیہ السلام کی تکذیب میں انسانیت سے گذرتے دیکھکر بتوفیق الٰہی احمدی رسالہ ثنائی ہرزہ درائی کا خاتمہ کرکے امرتسری رند کو ایسا ہوش دلایا تھا کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔ احمدی رسالہ نے امرتسری کے چھوٹے بڑے اگلے پچھلے جتنے اعتراضات تھے۔ ان سب کا جواب اسکے اپنے مسلمات اور اس کی دستخطی تحریرات سے ایسا دیا۔ کہ جسکے جواب الجواب کے لئے میاں ثناء اللہ کو قلم اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ محض خدا کا فضل تھا نہ میری اپنی کوئی قابلیت یا لیاقت چنانچہ احمدی رسالہ ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۱۳ء تک امرتسری کو گھر تک پہونچا کے لوٹا۔ اور اس تین سال میں میاں ثناء اللہ کے لئے احمدی رسالہ کے ذریعہ مندرجہ ذیل لاجواب مضامین مکمل رسالوں کی صورت میں شایع ہوئے۔ (۱) علمائے خلف جسمیں پیشگوئی مندرجہ حدیث علی کرم اللہ وجہہ کا مصداق علماء حال کو آفتاب کیطرح ثابت کرکے امرتسری ملاں کے دس مسلمہ جھوٹ ایسے درج کئے۔ جنمیں سے ایک کی تردید بھی ناممکن تھی اور ہے۔ (۲) ثنائی ہرزہ درائی لکھ کہ امرتسری کے اس عذر نامعقول کی تردید کی جو اس نے احمدی رسالہ کی مزبوں سے تنگ آکر دربار امیر المومنین حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میں اپنی مخلصی کے واسطے کی تھی۔ اور اسکی وہ تمام گالیاں جو اس نے احمدی کے اجراء سے پیشتر بانی سلسلہ احمدیہ اور اس کی پاک جماعت کے معززین کو اپنے اخبار اور مرقع میں دی تھیں۔ ردیف وار الف سے ی تک لکھ کر اسکو دکھادیں۔ جنکو وہ اپنے ڈسک میں بند کرکے چُپ سارہ گیا۔ (۳) چودھویں صدی کا مہدی ایسا رسالہ لکھا۔ جسمیں اسکے اپنے اقرار سے ثابت کردیا کہ امرتسری ملاں باقرار خود یہودی اور آریہ ہے (۴) ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار۔ وہ رسالہ لکھا جسمیں امرتسری کی قلم و زبان سے نکلے ہوئے اقرارات سے ثابت کردیا کہ وہ مباہلہ سے ہمیشہ مسیح موعود کے مقابلہ میں انکار کرکے فرار کرتا رہا ہے۔ (۵) فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی۔ رسالہ نے اس کی ساری شیخی کرکری کردی جسپر اس کو بڑا ناز تھا۔ کہ مرزا صاحب نے مجھ سے آخری فیصلہ کیا۔ اور اس کے مطابق مرزا صاحب کی وفات ہوئی۔ (۶) فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی کے ذریعہ ایسے مسکت اور لاجواب دلائل سے اس امر کا ثبوت دیا کہ امرتسری کا زندہ رہنا ہی فیصلہ خدائی اور صداقت مسیحائی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں جس آخری فیصلہ سے اوس نے انکار کرکے یہ چاہا تھا کہ وہ زندہ رہ کر نشان صداقت دیکھے۔ تب مثیل مسیلمہ کذاب بن سکتا ہے کیونکہ مسیلمہ کذاب زندہ رہا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تھے۔ سو اس کی اس خواہش کے عین مطابق اس کا زندہ رہنا مسیلمہ کذاب کی طرح ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود کا وفات پانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت ہے۔ (۷) صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات۔ وہ رسالہ نکلا جسمیں ثناء اللہ کے اس رسالہ کا مکمل جواب دیا۔ جو ہفوات مرزا کے نام سے اس نے شایع کیا (۸) النبوۃ فی خیر الامۃ رسالہ میں روز روشن کی طرح آیت خاتم النبیین پر بحث کرکے ثابت کردیا کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہو سکتا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام خدا کے سچے نبی تھے۔ اور اسکے جواب کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام مقرر کیا۔ (۸) ختم نبوت کی حقیقت ایک جامع رسالہ میں ان حدیثوں پر بحث کرکے جن سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی کا آنا ناممکن اور محال بتایا جاتا ہے۔ نبی کا آنا ممکن اور واجب ثابت کیا گیا۔ یہ آٹھ مضمون تو احمدی رسالہ کی صورت میں شایع کرکے امرتسری کو لاجواب کردیا۔

تو ان اُسکے مایہ ناز رسالہ الہامات مرزا کا جواب ایک ضخیم کتاب کی صورت میں آئینہ حق نما نام سے دیا جسپر اسکے تمام اعتراضات کا خاتمہ ہو گیا۔ اور کوئی رسالہ اس کا قابل جواب باقی نہ رہا۔ (۱۰) ثنائی چکر چھوٹا سا رسالہ ایسا شایع کیا۔ جسمیں امرتسری کی بدحواسی اور از خود رفتگی کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ یہ دس کتابیں امرتسری ہرزہ درا کے ہوش درست کرنے کے لئے فاروق پریس سے بفضلہ تعالےٰ تا ایندم بکثرت نکل رہی ہیں۔ جن احباب کے پاس یہ کتابیں نہ ہوں وہ ضرور دفتر فاروق سے منگاکر ملاحظہ کریں۔ بصورت ناپسندیدگی ہم ان کی واپسی کے ذمہ دار ہیں کہ ہمیں واپس کردیں۔ اگر ان کو پسند نہ آئیں۔ اس مکمل مجموعہ کی قیمت صرف تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

اب پھر ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ رسالہ احمدی دوبارہ جاری کیا جائے۔ کیونکہ ثنائی فتنہ کے خاتمہ کے بعد دوسرا فتنہ فاروق ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے عہد خلافت میں پیدا ہو گئے ہیں۔ جنمیں سے ایک ابوالعاص رحمانی مونگھیری کا فتنہ ہے۔ جس نے کثرت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف رسالے اور اشتہارات شائع کئے ہیں۔ اور خاص ایک مطبع ہی اس شر انگیزی کے لئے مونگھیر میں اُس نے جاری کرکے بہت سے دشمنان سلسلہ کو اس میں شامل کیا ہے۔ جو رات دن احمدیت کے خلاف رسالے اور اشتہار لکھ کر قصبوں اور شہروں اور دیہاتوں میں پھیلا رہے ہیں جس سے حق کی طرف آنے والوں کے لئے ایک سخت روک پیدا ہو رہی ہے۔ اس فتنہ کی سرکوبی کے واسطے جب تک احمدی احباب پوری تن دہی سے قلمی و لسانی و مالی قربانی نہ کرینگے۔ یہ فتنہ میدان خالی دیکھ کر بڑھتا چلا جائے گا۔ بنابریں تمام احمدی کا یہ لازمی فرض ہے کہ وہ شیطان سے مقابلہ کرنے کو کمربستہ ہو جاوے۔ اور ہر ایک احمدی جس طریق سے بھی کوئی امداد کر سکتا ہے۔ یعنے قلم کے ذریعہ روپیہ کے ذریعہ ہر طرح کی امداد اپنی حیثیت کے مطابق کرنے کو تیار ہو جائے۔ اور یہ عہد کرلے کہ ؎

شیطاں سے جنگ کرنے میں جاں تک لڑاؤنگا
یہ عہد ذات باری سے اب کر چکا ہوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے دوستو! وہ خدا کا پیارا مسیح وہ رسالت کا
چاند وہ نبوت کا آفتاب تو غروب ہو گیا۔ لیکن اپنی
نورانی شعاعوں سے تم سب کو منور کر کے آسمان رسالت
کے ستارے بنا گیا۔ وہ اپنا کام جو صرف تخم ریزی کرنا
تھا۔ کر کے سدھار گیا۔ اور اپنے کھیت کو سرسبزی
کی حالت میں لا کر تمہارے سپرد کر گیا۔ تمہارا فرض ہے
کہ اس کی کھیتی کو آبپاشی کر کے ہر درندے اور چرندے
اور ہر باد مخالف سے بچاؤ۔ نہ یہ کہ تم گھر میں بیٹھ جاؤ۔ تم
نے چھ سال کے قریب اچھی طرح رسٹ کر لیا۔ خوب
آرام سے دن گذار لئے۔ اب پھر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء
سے مسیحی دور آیا۔ اور حسن و احسان میں اس کا نظیر اولوالعزم
تمہاری گاڑی کو کھینچنے والا خدا کا فضل ساتھ لایا اس
نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی جانتے ہو کیا کچھ کر
دکھایا؟ زمانہ نے پھر پلٹا کھایا۔ تم کو از سر نو مسلمان بنایا
دور خسروی کا جلوہ نظر آیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اسکو تمہاری
بہبودی اور سلسلہ کی ترقی کا ابتداء بچپن سے ہی کسقدر
خیال رہا ہے۔ دیکھو وہ ۱۹۰۸ء کے اوس سالانہ جلسہ
پر جبکہ ظل پدری اوس کے سر سے اوٹھ گیا تھا۔ اپنا درد
دل تم کو اس طرح سناتا ہے ؎

کیا جانئے کہ دل کو مرے ہے یہ کیا ہوا
کس بات کا ہے اس کو یہ دھڑکا لگا ہوا
کیوں اسقدر یہ رنج و مصیبت میں چور ہے
کیوں اس سے امن و عیش ہے بالکل چھٹا ہوا
چھائی ہوئی ہے اسپہ بھلا مردنی یہ کیوں
جیسا کہ وقت صبح کا دیا ہو بجھا ہوا
ہر اک نے ساتھ چھوڑ دیا ایسے حال میں
سمجھے تھے باوفا جسے وہ بیوفا ہوا
سارا جہاں مرے لئے تاریک ہو گیا
جو تھا مثال سایہ وہ مجھ سے جدا ہوا
اک عرصہ ہو گیا ہے کہ میں سوگوار ہوں
بیداد ہائے دہر سے نادار و نزار ہوں
مدت سے پارہ ہائے جگر کھا رہا ہوں میں
رنج و محن کے قبضہ میں اب آ رہا ہوں میں
میری کمر کو قوم کے غم نے دیا ہے توڑ
کہتا ہوں تم کو سچ ہمہ تن التجا ہوں میں
میں رو رہا ہوں قوم کے مرجھائے پھول پر
مدت ہوئی کہ چین سے ناآشنا ہوں میں
بیمار روح کے لئے خاک شفا ہوں میں
ہاں کیوں نہ ہو کہ خاک در مصطفےٰ ہوں میں
پھر کیوں نہ مجھ کو مذہب اسلام کا ہو فکر
جب جان و دل سے معتقد میرزا ہوں میں
دل اور جگر میں گھاؤ ہوئے جاتے ہیں کہ جب
چاروں طرف فساد پڑے دیکھتا ہوں میں
مرگ پسر پہ پیٹتی ہے جیسے ماں کوئی
حالت یہ اپنی قوم کی یوں پیٹتا ہوں میں
کہتا ہوں سچ کہ فکر میں تیرے ہی غرق ہوں
اے قوم سن کہ تیرے لئے مر رہا ہوں میں
کیا جانے تو یہ کیسا مجھے اضطراب ہے
ایسا تپاں ہے سینہ کہ دل تک کباب ہے

جس دل میں اے پیارے دوستو! تمہارا اسقدر درد
ہے۔ اور جو اپنے ارادوں اور کاموں میں ایک فرد ہی
جس نے اپنا راحت و آرام سلسلہ کی بہبودی میں ترک کر
رکھا ہے۔ اور جس نے احمد علیہ السلام کے نام کو دنیا کے
کناروں تک پہونچانے کی فکر میں تندرستی اور صحت
جسمانی کا بھی خیال نہیں رکھا۔ اور عوارض میں ہر روز
مبتلا رہتا ہے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم آرام و صحت سے
زندگی بسر کرو۔ اور ہر ایک قسم کا بوجھ اسکے سر پر رکھو؟
یہ وفاداری نہیں یہ تقاضاء محبت نہیں۔ خلافت کا
بوجھ ہی کیا کم ہے۔ جو اور بار گراں بھی اسی پر ڈالے
جائیں۔ وہ کہتا ہے کہ ؎

مجھے سمجھتے ہو کیا قلی تم بوجھ تم اتنا لادتے ہو
بس اب تو جانے دو تھک گیا ہوں غم و مصیبت اٹھا اٹھا کر

تمہارا فرض ہے کہ ایسے کاموں کو جو تمہارے کرنے
کے ہیں تم انجام دو۔ تم سب اسکے دست و بازو ہو۔ وہ
تم کو اپنے اعضاء سمجھتا ہے۔ پھر اگر کوئی عضو کام نہ کرے
تو کسقدر ہرج واقع ہوتا ہے۔ وہ اکیلا کیا کیا کرے
تمہاری خبر گیری کرے تمہارے لئے دعائیں مانگے
تمہاری ترقی دینی و دنیوی کی راہیں سوچے۔ اندرونی
اصلاحیں کرے۔ تمہارا تزکیہ کرے۔ آخر کیا کیا کرے؟
کیا تم بیرونی فتنوں کے انسداد میں کوئی حصہ نہیں لے
سکتے؟ کیا تمہارا فرض نہیں کہ تمہارے مقدس امام نبی
آخر الزمان مسیح دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب نالہلوں
کی طرف سے ظالمانہ بیرحمانہ حملے ہونے لگیں۔ تو تم انکے
مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر اندفاع پر کمربستہ ہو جاؤ؟ بے شک
یہ تمہارا فرض ہے۔ اسلئے تم سب جنبش میں آؤ۔ اور یکدم
متفقہ طاقت سے کھڑے ہو جاؤ۔ دشمن کا اسی طرز سے
مقابلہ کرو۔ جس طرز سے وہ تم پر حملہ آور ہوتا ہے۔ خلیفۂ وقت
کی دعائیں تمہارے ساتھ ہونگی۔ کام کر کے نصرت الٰہی کے
جاذب بنو گے۔ پھر دیکھو کہ دشمن تمہارے حملہ سے بدحواس
ہو کر اپنے سارے ہتھیار ڈال دیتا ہے یا نہیں؟ دوستو
اٹھو ہمت کرو۔ مت ڈرو۔ قدم بڑھاؤ ؎

حالات پر زمانہ کے کچھ تو دھیان کرو
بے فائدہ نہ عمر یونہی رائگاں کرو
شیطاں ہے ایک عرصہ سے دنیا پہ حکمراں
اٹھو اور اٹھ کے خاک میں اسکو نہاں کرو
دکھلاؤ پھر صحابہ سا جوش و خروش تم
دنیا پہ اپنی قوت بازو عیاں کرو
پھر آزماؤ اپنے ارادوں کی پختگی
پھر تم دلوں کی طاقتوں کا امتحاں کرو
دل پھر مخالفانِ مسیحا کے توڑ دو
پھر دشمنان سلسلہ کو بے زباں کرو
پھر خاک میں ملا دو یہ سب قصر شیطنت
نام و نشاں مٹا کے انہیں بے نشاں کرو
پہنچا کے چھوڑو جھوٹوں کو پھر انکے گھر تلک
ہاں پھر سمندِ طبع کی جولانیاں کرو
ہاں پر یلانِ فوجِ لعین کو پچھاڑ دو۔
میدان کارزار میں پھر گرمیاں کرو
پھر اپنے ساتھ اور خلائق کو لو ملا
نامہرباں جو ہے اُسے مہربان کرو
پھر دشمنوں کو حلقۂ الفت میں باندھ لو
جو تم سے لڑ رہے ہیں انہیں ہمزباں کرو
سینہ سے اپنے پھر اسی مہرو کو لو لگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر دل میں اپنے یاد خدا میہماں کرو
پھر اسپہ اپنے حال زبوں کو کرو عیاں
پھر اسکے آگے نالہ و آہ و فغاں کرو
پھر راتیں کاٹو جاگ کے یاد حبیب میں
پھر آنسوؤں کا چشم سے دریا رواں کرو
ہاں ہاں اوسی حبیب سے پھر دل لگاؤ تم
ایسا بڑھاؤ پیار کہ بس مر ہی جاؤ تم

پس اٹھو۔ اور اس مونگھیری فتنہ کا قلع قمع کر دو۔ اس کے واسطے نہ جان دینے کی ضرورت ہے نہ تیر و تفنگ۔ نہ توپ و تلوار کی۔ صرف سیف قلم اور خداداد کمائی میں سے چند ٹکے صرف کر کے اس جہاد فی سبیل اللہ میں تم سب علیٰ قدر مراتب و حیثیت شریک ہو سکتے ہو۔ اور وہ اس طرح کہ دوبارہ رسالہ احمدی کو جاری کیا جائے اور جو شخص احمدیہ جماعت میں قلم فرسائی کی لیاقت رکھتا ہے۔ وہ قلمی مضامین بجواب رسالہ جات مونگھیری لکھ کھ کر یہاں بھیجدے۔ جو اس رسالہ میں برابر شایع ہوتے رہیں۔ یہاں تک کہ مونگھیری کے تمام رسالوں اور اشتہاروں کے جواب نکل جائیں۔ اور جو قلمی امداد نہیں دے سکتے۔ وہ مدی امداد کر کے اس رسالہ احمدی کی کثرت سے اشاعت کریں۔ اور اسی طرح جسطرح مونگھیری کراتا ہے۔ تمام غیر احمدیوں میں جہاں جہاں مونگھیری سر نکالے۔ تقسیم کریں۔ خود پڑھیں۔ لوگوں کو پڑھائیں گو یہ سچ ہے۔ کہ پہلے ہی تم پر سلسلہ کے کاموں اور ضروریات کے بہت بوجھ ہیں۔ لیکن اسکے سوا چارہ نہیں کہ اس بوجھ کو بھی تم ہی اٹھاؤ۔ اور تمہارا ہی یہ کام ہے۔ ہمارے پیارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے ہوتے ہیں۔ تو ہم ہی اسکے جواب دہ ہیں۔ گو اس گرانی کا غذ وغیرہ کے زمانہ میں کسی اخبار یا رسالہ کا نکالنا ایک مشکل امر ہے لیکن دین و سلسلہ کی خدمت میں ہمیں کوئی مشکل مشکل نہیں سمجھنی چاہیئے۔ میدان خالی پڑا ہے۔ اگر خدا چاہے۔ تو احمدی رسالہ دوبارہ جاری کر کے ایک مونگھیری فتنہ کیا سو مونگھیری فتنہ۔ دونوں کا اسی رسالہ کے ذریعہ دیا جائے۔ کہ جسکے بعد لشکر تاریکی بلا دفاع کو میدان سے بھاگ جانے اور ہتھیار ڈالنے۔ اگر تم نے متفقہ کوشش سے یہ جہاد شروع کیا۔ تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ دونو شاخ اپنے باریک تنگ و تاریک سوراخوں میں جلد گھس جائینگے۔

قیمت رسالہ

احمدی رسالہ کا دوبارہ اجراء تمہاری ہمت پر موقوف ہے۔ اگر تم اس ضرورت کو محسوس کرتے ہو۔ تو کھڑے ہو جاؤ۔ ہر ایک خواندہ و ناخواندہ احمدی اس کو خریدے۔ ناخواندہ غیر احمدیوں کو خرید کر پہونچائیں۔ خواہ خود پڑھیں اور توفیق پاکر دوسروں کو پڑھائیں۔ اور کثرت سے اس کو دنیا میں پھیلائیں۔ پہلی بار جب احمدی جاری ہوا تو اس کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ سال تھی۔ اب کاغذ وغیرہ کی گرانی تو اسبات کی مقتضی ہے۔ کہ چار روپیہ سالانہ ہو۔ مگر میں اس کو دینی اور سلسلہ کی خدمت کی غرض سے دوبارہ نکالنا چاہتا ہوں۔ اس لئے صرف دو روپیہ سالانہ اس کا چندہ مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ چندہ اس وقت نہیں مانگتا۔ اسوقت صرف درخواست بار خریداری چاہتا ہوں۔ جس سے مجھے اندازہ ہو جائے کہ قوم کو اس ضرورت کا کہاں تک احساس ہے۔ آیا اسقدر درخواستیں ہیں کہ رسالہ اپنا کام کرنے کو نکل پڑے اور چل نکلے۔ پس اگر آپ کیطرف سے سردست صرف درخواست ہائے خریداری آجائیں۔ تو میں درخواستوں کی بناء پر بھی اس رسالہ کو جاری کر دوں گا۔ اور جب پہلا رسالہ چھپ جائیگا۔ تو اس کو سالانہ چندہ کے لئے وی پی کر دوں گا۔ بلکہ یہ بھی آسانی کرتا ہوں۔ کہ دو روپیہ قیمت رسالہ دوبار کر کے وصول کر دوں گا۔ اور رسالہ کا پہلا پرچہ ایک ایک روپیہ کے وی پی میں بھیجوں گا یہ اسلئے کہ ہر احمدی جو کم استطاعت ہے وہ بھی اس جہاد میں شریک ہو کر ثواب کا مستحق ہو جائے۔ اگر پانسو درخواست بھی آگئی تو میں انشاء اللہ رسالہ مذکور جاری کر دونگا۔ اسی طرز پر جس طرز پر دہلی سے نکالتا تھا۔ اور اس رسالہ کے مختلف حصے ہونگے۔ جن کا الگ الگ نام تجویز کیا جائیگا۔ مگر اصل نام احمدی ہی رہے گا۔ یہ ایک ضرورت تھی جسکو میں نے قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے آگے تمہارا کام ہے چاہو منظور کرو چاہو رد کر دو۔

وما علینا الا البلاغ

قاضی اکمل صاحب

(نمبر ۱۰)

خاندان رطل بوق نے جب دیکھا کہ مولانا ذبیح اللہ صاحب کے لکچر کا اثر باوجود ہمارے شور و غل کے پبلک کے دلوں میں اپنا نفوذ کئے بغیر نہیں رہا۔ تو انہوں نے مولوی حتی تکوں کے برادر خورد المعروف بہ مولانا حتی صاحب کو بلوا کر لکچر کرایا۔ جنھوں نے آتے ہی بڑ کے درخت کے نیچے ایک تقریر کی۔ خاص اپنی جناتی زبان میں جس کی نسبت یقین کیا جا سکتا ہے کہ کوئی نہ سمجھا۔ بلکہ وہ خود بھی نہیں سمجھے ہونگے۔ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ صرف اتنا یاد رہ گیا کہ کبھی صغریٰ پیش کرتے کبھی کبریٰ۔ مولانا حتی صاحب نے عجیب مضحکہ انگیز صورت پائی تھی۔ اسپر ژولیدہ موئی چیچک رو ڈرونی شکل اسم بامسمیٰ حتی آپ منطقی اصطلاحات کے بیان کرنے کے لئے بے قرار ہو رہے تھے۔ اسلئے صرف لفظ بسیط لانے کے لئے یہ آیت پڑھی۔ واللہ یبسط الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء۔ اور کہا کہ میں اسپر ۳۶۰ دن وعظ کر سکتا ہوں۔ کیا سمجھتے ہیں مجھے اصحاب قادیانیہ۔ وہ آئیں تو میرے سامنے۔ اور بتائیں کہ بسط کے کیا معنے ہیں اور بسیط کی کتنی قسمیں ہیں۔ وہ کیا جانیں۔ میں بتاتا ہوں آٹھ قسمیں تو اس کی مشہور ہیں:۔

۱۔ ضروریہ مطلقہ۔ نسبت ضروری ہے۔ جبتک ذات موضوع ہے۔ مثال اسکی کل انسان حیوان بالضرورۃ۔

۲۔ مشروط عامہ۔ نسبت ضروری ہے۔ جبتک وصف موضوع موجود ہے۔ مثال اسکی۔ کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورت مادام کاتباً۔

۳۔ وقتیہ مطلقہ۔ نسبت ضروری ہے وقت معین میں۔ کل قمر منخسف بالضرورت مادامت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس۔

۴۔ منتشرہ مطلقہ۔ نسبت ضروری ہے کسی وقت میں کل انسان متنفس بالضرورۃ وقتاً ما۔

۵۔ دائمہ مطلقہ۔ نسبت دائم ہے۔ جبتک ذات موضوع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجود ہے۔ کل انسان حیوان دائماً ۔

۶۔ عرفیہ عامہ۔ نسبت دائم ہے۔ جب تک وصف موضوع موجود ہے۔ کل کاتب متحرک الاصابع دائماً مادام کاتباً ۔

۷۔ مطلقہ عامہ۔ نسبت بالفعل ہے (بالقوہ نہیں) کل انسان متنفس بالفعل ۔

۸۔ ممکنہ عامہ۔ نسبت مذکورہ کا خلاف ضروری نہیں کل انسان کاتب بالامکان العام ۔

اس کے بعد فرمایا کہ یہ تو مشہور قسمیں ہیں۔ ابھی غیر مشہور باقی ہیں۔ جو بوجہ تنگی وقت بیان نہیں کی جاتیں۔ ہاں نام لے دیتا ہوں۔ تا یہ نہ سمجھو کہ جانتا نہیں۔ حینیہ مطلقہ (۲) حینیہ ممکنہ۔ جسکی تعریف یہ ہے کہ بعض وقت وجود وصف موضوع میں نسبت کا خلاف ضروری نہ ہو (اس کی مثال بھی سُن لو۔ کل بن بہ ذات الجنب یسیل بالامکان حین ہو مجنوباً) (۳) ممکنہ وقتیہ (۴) ممکنہ دائمہ (۵) مطلقہ وقتیہ (۶) مطلقہ منتشرہ۔

آمدم برسر مطلب۔ منظور ہے گذارش احوال واقعی۔ اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے۔ حضرت غالب کے اس شعر کے متعلق بھی ادباء زمن میں اختلاف ہے بعض بیان پر وقف دیتے ہیں۔ اور بعض بیان حسن طبیعت۔ بالاضافہ پڑھتے ہیں۔ لیکن جو کچھ یہ عاجز بیان کریگا۔ وہ متوضحین کے خیال سے جدا ہے۔ یعنی ضمیر شہنشاہ محسوسات پر حاوی ہے۔ اس طرح پر جس طرح پر جام جہاں ظاہریت کا انعکاس رکھتا ہے کہ اپنے محل پر

ع تکلف برطرف بیگانہ رسم شکایت ہوں

یہ مصرعہ جناب حسرت کا ہے۔ جسکے چند اشعار اکثر پڑھا کرتا ہوں۔ اور محبوب الطائفہ در النفس سے بھی اکثر سننے کا اتفاق ہوا ہے۔

شب فرقت میں یاد اس بے خبر کی بار بار آئی
بھلا تم نے بھی چاہا مگر بے اختیار آئی

ترے فیض کرم سے دین کے دریا میں جوش آیا
ترے یمن قدم سے باغ ایماں میں بہار آئی

تری محفل سے اے پیر معان عاشقی ساکثر
مشیت نے نوازا فضیلت مے گسار آئی

یہ کیا اندھیر ہے اے دشمن اہل وفا تجھ
ہوس نے کام جاں پایا محبت شرمسار آئی

الٰہی رنگ یہ کب تک رہیگا ہجر جاناں میں
کہ روز بیدلی گذرا تو شام انتظار آئی

سر پر شور بھی اک بار تھا جس کو مری گردن
ترے کوچے میں آج اے فتنہ دوراں اتار آئی

یہ شعر پڑھتے ہی مولوی جنتی صاحب آبدیدہ ہوئے آواز بھرا گئی۔ کلیجہ پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ادھر حاضرین حیران کہ ابھی تو خشک منطق چھانٹ رہے تھے۔ پھر غالب کے شعر کی شرح ہونے لگی۔ اسے چھوڑ کر غزل پڑھنے لگے مولوی صاحب آدمی ہیں یا جن۔ فرزانہ ہیں یا دیوانہ آپ کی اس تقریر نے دو گھنٹے وقت لے لیا۔ ہمارے کرمفرما لم یلتق ولم یمت ولم یبق کو بہت مایوسی ہوئی کیونکہ مولوی جنتی صاحب کی تقریر سے ان کو مزا نہ آیا اور نہ احمدیت کے خلاف کچھ جوش پیدا ہوا۔ جو اصل منشا تھا۔ اسلئے جھلا کر بولے کہ بھائیو عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔ بھائیو چھوڑو ان خرخشوں کو اپنا اپنا کام کرو۔ ان بحثوں میں کیا پڑا ہے۔ آئندہ ہم اسبارے میں کچھ نہ کہیں گے نہ کرینگے۔ واللہ علے ما نقول شہید ۔

بقیہ از صفحہ ۲ کالم ۳

رویہ سے تنگ آکر یہانتک نوبت پہونچ چکی ہے کہ انجمن خلافت تہذیب اور بتنگ آمیز تحریروں پر لائبل کرنیکی ضرورت پڑگئی اور خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اسپر زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند دعویٰ دائر کردیا جسکی تاریخ پیشی ۲۴ اپریل ۱۸ء مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور کی عدالت میں مقرر ہے۔ کیا احمدیان قادیان کا سر پھرا ہے کہ وہ خواہ مخواہ نہ صرف حکام ڈاکخانہ تک ہی شکایات کریں بلکہ خوامخواہ استغاثہ تک دائر کرنے پر مجبور ہوں اگر ایسا کرنا بلا وجہ ہی تو اس سے پہلے کسی سب پوسٹماسٹر کے ساتھ کیوں ایسا نہ کیا گیا۔ درآنحالیکہ ہمکو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ نبی بخش سب پوسٹماسٹر قائمقام ہے نہ کہ ڈاک خانہ قادیان میں مستقل مقرر ہوا ہے۔ پھر بھلا ایک قائمقام کے لئے بغیر اشد اور سخت تکالیف کے ہمنے کیوں اپنے اوپر یہ بار ڈالا کہ ۴۵

خزینہ فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ اور حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کا وہ مجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کھا گیا ہے۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھہرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر رہ دار البقاء لیتی تھی۔ جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سُنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرا کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دُھند۔ جالا۔ پردہ۔ سکدگی ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے۔ (لے۳ر)

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمن کانمانی قادیان۔ (گورداسپور)

عہ ایکطرف حکام کو رجسٹری کرا کر بکٹ لگا کر شکایات بھیجتے ہیں۔ اور دوسری طرف اخبارات میں داد خواہ ہوتے ہیں اور تیسری طرف جوڈیشل مقدمات کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اگلے نمبر میں اس